احیائے اسلام اور امنِ عالم کا داعی کثیر الاشاعت میگزین

ماہنامہ منہاج القرآن لاہور

دسمبر 2016ء

برکتِ وجودِ مصطفیٰ ﷺ سے یقینی بخشش کا حصول

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کا خصوصی علمی خطاب

جشنِ آمدِ رسول ﷺ

کیوں اور کیسے منائیں؟

شانِ مصطفیٰ ﷺ کے بے مثل ہونے کا عظیم مظہر

درود و سلام

شانِ مصطفیٰ ﷺ اور شعراءِ اسلام

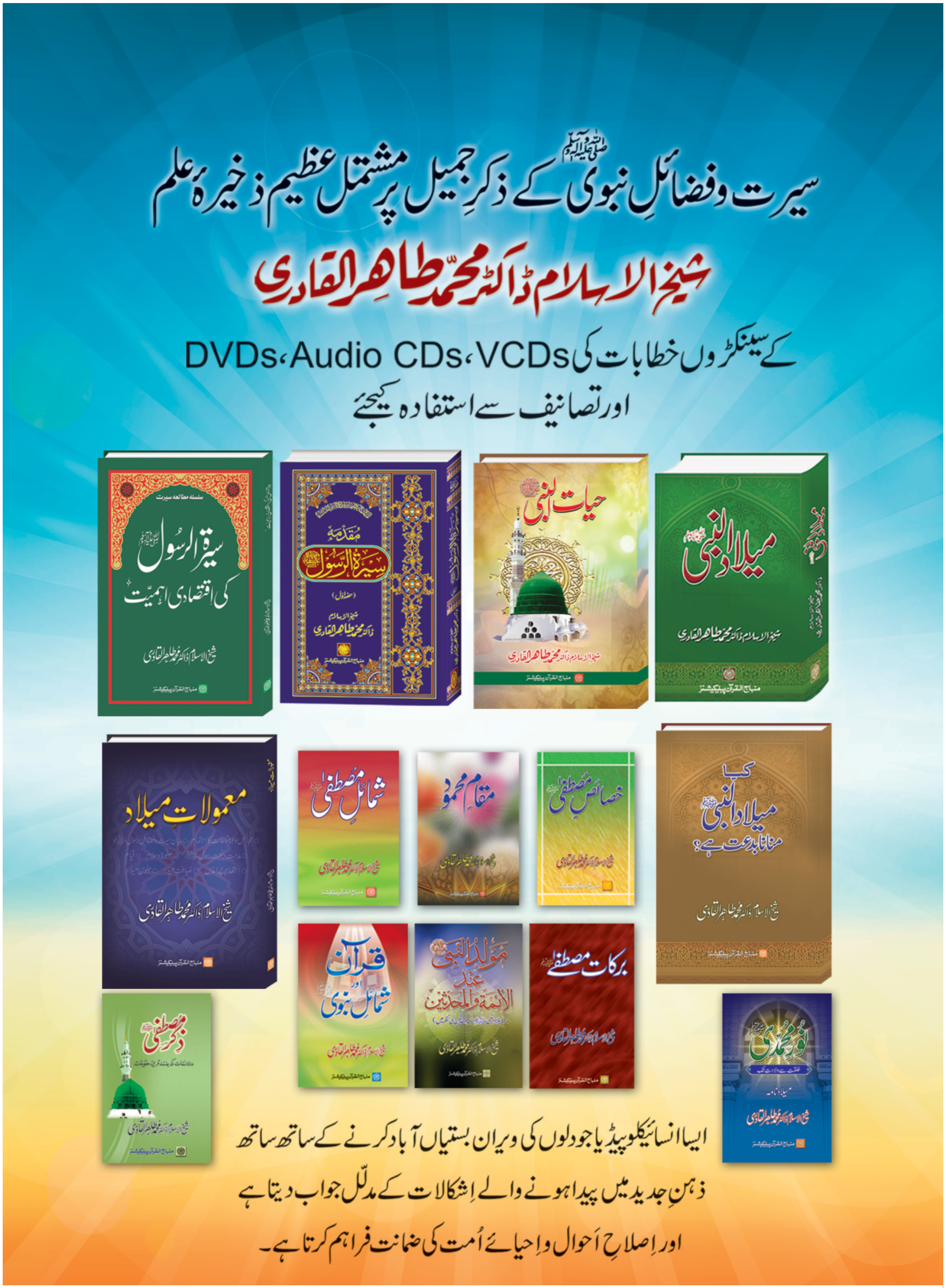

سیرت وفضائلِ نبوی ﷺ کے ذکرِ جمیل پر مشتمل عظیم ذخیرۂ علم
شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری
کے سینکڑوں خطابات کی DVDs، Audio CDs، VCDs
اور تصانیف سے استفادہ کیجئے
سیرۃ الرسول ﷺ کی اقتصادی اہمیت
مقدمہ سیرۃ الرسول ﷺ
حیات النبی ﷺ
میلاد النبی ﷺ
معمولاتِ میلاد
شمائلِ مصطفیٰ ﷺ
مقامِ محمود
خصائصِ مصطفیٰ ﷺ
کیا میلاد النبی ﷺ منانا بدعت ہے؟
قرآن اور شمائلِ نبوی ﷺ
مولد النبی ﷺ عند الائمۃ والمحدثین
برکاتِ مصطفیٰ ﷺ
ذکرِ مصطفیٰ ﷺ
نورِ محمدی ﷺ
ایسا انسائیکلوپیڈیا جو دلوں کی ویران بستیاں آباد کرنے کے ساتھ ساتھ
ذہنِ جدید میں پیدا ہونے والے اِشکالات کے مدلّل جواب دیتا ہے
اور اِصلاحِ اَحوال واِحیائے اُمت کی ضمانت فراہم کرتا ہے۔

احیائے اسلام اور امن عالم کا داعی کثیر الاشاعت میگزین

ماہنامہ منہاج القرآن لاہور

بفیضان نظر
قدوۃ الاولیاء شیخ المشائخ حضرت سیدنا طاہر علاؤالدین الگیلانی البغدادی قدس سرہ العزیز
زیر سرپرستی
شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری

جلد 30 شمارہ 12 ربیع اول 1438ھ / دسمبر 2016ء

حسن ترتیب

اداریہ۔ قصاص، احتساب، اصلاحات اور پھر انتخابات		3
(القرآن)۔ برکتِ وجودِ مصطفیٰ ﷺ سے یقینی بخشش کا حصول	شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری	5
(الفقہ)۔ آپ کے فقہی مسائل	مفتی عبدالقیوم خان ہزاروی	11
جشنِ آمدِ رسول ﷺ۔۔۔ کیوں اور کیسے منائیں؟	ڈاکٹر علی اکبر الازہری	14
شانِ مصطفیٰ ﷺ کے بے مثل ہونے کا عظیم مظہر۔ درود و سلام	ڈاکٹر ظہور اللہ الازہری	19
شانِ مصطفیٰ ﷺ اور شعراء اسلام	ڈاکٹر شفاقت علی بغدادی	24
پانامہ لیکس کے بعد اب سرل لیکس۔ مگر نتیجہ کیا نکلے گا؟	عین الحق بغدادی	29
منہاج ایجوکیشن سوسائٹی۔۔۔ تعارف کا ایک زاویہ	راشد حمید کلیامی	33
(کڈز کارنر) حضرت سیدہ زینب رضی اللہ عنہا	علی وقار قادری	35
شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کا دورہ اردن		37
خصوصی ہدایات برائے میلاد مہم دسمبر 2016ء		38

چیف ایڈیٹر
ڈاکٹر علی اکبر قادری الازہری

ایڈیٹر
محمد یوسف

مجلس مشاورت
صاحبزادہ فیض الرحمٰن درانی، خرم نواز گنڈا پور
احمد نواز انجم، جی ایم ملک
سرفراز احمد خان، منظور حسین قادری
غلام مرتضیٰ علوی، نوراللہ صدیقی، فرح ناز

مجلس ادارت
علامہ محمد معراج الاسلام، مفتی عبدالقیوم خان ہزاروی
پروفیسر محمد نصراللہ معینی، ڈاکٹر طاہر حمید تنولی

کمپیوٹر آپریٹر: محمد اشفاق انجم
گرافکس: عبدالسلام
خطاطی: محمد اکرم قادری
عکاسی: قاضی محمود الاسلام

قیمت فی شمارہ: 35 روپے
سالانہ خریداری: 350 روپے

بیرون ممالک: مشرق وسطی جنوب مشرقی ایشیاء، یورپ، افریقہ، آسٹریلیا، کینیڈا، مشرق بعید جنوبی امریکہ و رہاستہائے متحدہ امریکہ 30 امریکی ڈالر سالانہ

ملک بھر کے تعلیمی اداروں اور لائبریریوں کیلئے منظور شدہ

www.minhaj.info
www.facebook.com/minhajulquran
email:mqmujallah@gmail.com (مجلّہ آفس و سالانہ خریداران)
minhaj.membership@gmail.com (نظامت ممبرشپ/رفقاء)
smdfa@minhaj.org (بیرون ملک رفقاء)
Phone: UAN:042-111-140-140 Ext:128

ترسیل زر کا پتہ: اکاؤنٹ نمبر 01970014575103 حبیب بینک منہاج القرآن برانچ ماڈل ٹاؤن لاہور پاکستان

ناشر: محمد اشرف قادری، مطبع: منہاج القرآن پرنٹرز 365 ایم ماڈل ٹاؤن لاہور

یاخدا! تاریکیاں مٹ جائیں ارضِ پاک سے

یاخدا! میری قبائے شعر میں کرنوں کے پھول
یاخدا! نطق و بیاں کو دولتِ حُبِّ رسولؐ
یاخدا! چشمِ تصور شہرِ مدحت میں رہے
یاخدا! ہوں شاعرِ سرکارؐ کے آنسو قبول

یاخدا! سرکارِ دو عالمؐ کو ہو میرا سلام
یاخدا! خوشبو بنے میری غلامی کا کلام
یاخدا! میرے قلم کو دے مدینے کے گلاب
یاخدا! مدحت نگاری میں ہو میرا اختتام

یاخدا! روحِ ادب، شامِ غزل، ابرِ بہار
یاخدا! ہوں قریۂ عشقِ محمدؐ پر نثار
یاخدا! ارضِ دعا گہوارۂ رحمت بنے
یاخدا! میرا وطن ہے جاں نثاروں کا حصار

یاخدا! تاریکیاں مٹ جائیں ارضِ پاک سے
یاخدا! نسبت مدینے کے خس و خاشاک سے
یاخدا! خاکِ منور سے بنے میرا چراغ
یاخدا! روشن فضا ہو دیدۂ نمناک سے

یاخدا! ہر ہر محلے میں ہو میلادِ رسولؐ
یاخدا! مقصود ہو آقاؐ کی رحمت کا حصول
یاخدا! ہر ہر گلی میں رقص کرتے ہوں چراغ
یاخدا! رحمت کرے اُنؐ کی، مرے آنسو قبول

﴿ریاض حسین چودھری﴾

اداریہ "قصاص، احتساب، اصلاحات اور پھر انتخابات"

حقیقی جمہوری ممالک اور مہذب معاشروں میں تمام قومی ادارے حکومتی اثر و رسوخ سے آزاد ہوتے ہیں اور قومی مفادات ہمیشہ ان کی ترجیح ٹھہرتے ہیں۔ عدلیہ، مقننہ اور انتظامیہ اپنے اپنے دائرہ کار میں رہتے ہوئے اقدامات کرتے ہیں۔ قانون کسی حکمران کی کلائی کی گھڑی نہیں ہوتا کہ جسے جب چاہیں اپنے مفادات کے حصول کے لئے تبدیل کردیں۔ عدل و انصاف کی بالا دستی ہرصورت اور ہر سطح پر یقینی بنائی جاتی ہے۔ قومی ادارے اپنی آنکھیں اور کان کھلے رکھتے ہیں اور آئین و قانون میں رہتے ہوئے آئین و قانون کی بالادستی کو یقینی بنانا ان کی اولین ذمہ داری ہوتی ہے۔

مگر ہمارے ہاں ہر آنے والا دن گزشتہ دن کی نسبت روبہ زوال ہے۔ ایک ڈھلوانی راستہ ہے جس پر من حیث القوم ہمارے قدم رکنے میں ہی نہیں آرہے۔ دہشت گردی کا معاملہ ہو یا ملکی اقتصادی و معاشی صورت حال۔۔۔ کرپشن کی ہوشربا داستانیں ہوں یا بنیادی ضروریات سے محروم عوام کی حالت زار۔۔۔ بے سمت خارجہ پالیسی ہو یا سرحدوں پر دشمنوں کا وار۔۔۔ ایسے محسوس ہوتا ہے کہ حکمرانوں کے نزدیک یہ سب کچھ کوئی معنی ہی نہیں رکھتا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ حکومت ایک مافیا ہے، جس کے سامنے تمام قومی ادارے سرنڈر کر چکے ہیں۔ نیب، ایف آئی اے، ایف بی آر جیسے اداروں میں حکمرانوں کے ملازم بیٹھے ہیں جو ان کے مفادات کے محافظ ہیں۔ اس کی واضح مثال سرل لیکس ہے جس کے ذریعے قومی سلامتی کو چیلنج کیا گیا لیکن کیا ہوا؟ صرف وقت گزاری کے لئے ایک مفلوج کمیشن کا قیام۔ جہاں قومی سلامتی کو انصاف نہ مل رہا ہو وہاں قتل کے مقدمات میں عام آدمی کو کیا انصاف ملے گا؟ مقام غور ہے کہ سرل لیک کے ذریعے فوج کے ادارے کو بدنام کیا گیا، آپریشن ضرب عضب اور فوج کے ادارے کی ساکھ کو نقصان پہنچایا گیا۔ مگر ذمہ داروں کو کیا سزا دی گئی؟ سزا تو بڑی دور کی بات، ایسا اہتمام کیا گیا کہ اصل کرداروں پر شک کا سایہ بھی نہ پڑنے پائے۔

یہی حال پانامہ لیکس کے ساتھ ہے۔ بقول قائد انقلاب ڈاکٹر محمد طاہرالقادری پانامہ لیکس کا فیصلہ 7 دن کے اندر ہوسکتا ہے، بیرون ملک خریدی گئی جائیدادوں میں کونسا پیسہ استعمال کیا گیا اور اسکی منی ٹریل کیا ہے صرف ان ثبوتوں سے ہی مسئلہ حل ہو جائے گا۔ مگر یہاں بھی یہی ہوگا کہ حکمرانوں کو کلین چٹ تھمادی جائے گی، اس لئے کہ معاشرے کے کمزور طبقات اور افراد کے خلاف قانون کچھ اور ہے اور طاقتور کے لئے کچھ اور۔ ماضی میں بھی اسی طرح ہوا کہ سیکرٹری خزانہ بلوچستان کے گھر سے 75 کروڑ کیش نکلا، سندھ کے ایک وزیر کے گھر سے دو ارب کا کیش پکڑا گیا مگر آج کے دن تک ان کرپشن کیسز کا کوئی نتیجہ نہیں نکلا۔

دہشت گردی کے واقعات میں اگرچہ کمی آئی ہے مگر اس ناسور کی مکمل بیخ کنی ضرب عضب کے ساتھ ساتھ قومی ایکشن پلان پر سیاسی سطح پر پیش رفت سے ممکن ہے۔ کوئٹہ میں 100 وکلاء شہید ہوئے، درگاہ شاہ نورانی پر دہشتگرد حملہ میں 50 سے زائد جانیں چلی گئیں۔ مگر حکمران ایکشن پلان اور قومی سلامتی سے کھیل رہے ہیں۔ درگاہ پر جو قیامت گزری اس کے ذمہ دار موجودہ حکمران ہیں۔ انسانیت کے قاتل دہشتگردوں کے ہمدرد موجودہ حکمران ایکشن پلان پر سنجیدگی سے عمل کرتے، دہشتگردوں کے ماسٹر مائنڈوں سے آہنی ہاتھوں سے نمٹتے تو اس لعنت پر قابو پایا جا سکتا

تھا۔ ملک میں جنگل کا قانون ہے، حکومت امن و امان کے قیام میں ناکام ہے۔ عدم تحفظ کے شدید احساس نے عوام کو بے چین و مضطرب کررکھا ہے۔ جمہوریت کے لبادے میں یہ حکمران بد ترین آمر ہیں۔ یہ ملک میں سلطنت شریفیہ کا قیام چاہتے ہیں۔ جب تک یہ اقتدار میں رہیں گے، ملک کا ترقی کی طرف گامزن ہونا اور موجودہ بحرانوں سے نکلنا ناممکن ہے۔ یہ کرپشن کے بانی و بادشاہ اور دہشت گردوں کے معاون ہیں۔ انہوں نے ملک میں کرپشن کو بطور نظام استوار کر رکھا ہے۔

دوسری طرف ملک کی اقتصادی صورت حال یہ ہے کہ ترسیلات زر، سرمایہ کاری، برآمدات، زرعی اہداف میں کمی کا بحران اپنی جگہ مگر یہاں تو موٹرویز سمیت 73 تاریخی عمارتیں گروی رکھ کر دھڑا دھڑ غیر ملکی قرضے لئے جا رہے ہیں۔ 9 سال قبل ترقی کی شرح نمو 7.5 فیصد تھی جو آج 2016ء میں 4.7 فیصد سے نیچے ہے۔ سٹیٹ بنک کی رپورٹس کے مطابق پاکستان کے ذمہ غیر ملکی واجب الادا قرضے 73 ارب ڈالر ہو چکے ہیں۔ نواز حکومت نے غیر ملکی قرضوں میں 13 ارب ڈالر اضافہ کیا۔ خراب غذائی صورت حال، ممالک کی درجہ بندی میں نچلا درجہ، مائیکرو اکنامک، صحت، پرائمری تعلیم اور انفراسٹرکچر کے شعبوں میں بہتری لانے میں ناکامی، کرپشن کی بہتات، انسانی وسائل کی ترقی کے حصول میں ناکامی، عوام الناس کا بنیادی سہولتوں سے محروم رہنا اور خط غربت سے نیچے زندگی گزارنا وہ امور ہیں جن کا اظہار انٹرنیشنل ریسرچ انسٹی ٹیوٹس اور عالمی اقتصادی ادارے وقتاً فوقتاً کرتے رہتے ہیں۔

قرضوں پر سود کی ادائیگی کے لئے رقم یہاں تک جا پہنچی ہے کہ یہ رقم چاروں صوبوں کے مجموعی ترقیاتی بجٹ سے زیادہ ہے۔ یہ تمام اعداد وشمار اور بین الاقوامی اداروں کی رپورٹس بتاتی ہیں کہ پاکستان کی معیشت بہتر نہیں ہو رہی بلکہ بے پناہ قرضے لے کر ملک کی سلامتی کے لیے سنگین مسائل کھڑے کیے جا رہے ہیں۔

عدل و انصاف کا حصول ہر آئے دن نہ صرف مشکل بلکہ ناممکن دکھائی دینے لگا ہے۔ سانحہ ماڈل ٹاؤن کو اڑھائی سال کا عرصہ گزر چکا، انصاف کے حصول کے لئے شہداء کے ورثاء آج بھی قانونی و آئینی تقاضوں کے تحت عدالتوں میں حاضریاں دے رہے ہیں۔ عدالتوں اور حاضریوں کے دوران اس کیس کے حوالے سے پیروی کرنے والوں پر کیا کچھ بیتتا ہے، تھانہ کچہری کلچر سے واقف ہر شخص اس کا اندازہ لگا سکتا ہے۔ مگر اس سب کے باوجود شہداء کے ورثاء اور کارکنان عوامی تحریک کے ہر کارکن کا عزم وحوصلہ جواں ہے۔ اس لئے کہ ہم نے موجودہ ظالم اور دھاندلی زدہ نظام کے خلاف جانی و مالی قربانیاں دی ہیں، لہذا ہم اپنی ان قربانیوں کو کسی صورت رائیگاں نہیں جانے دیں گے۔ موجودہ حکمرانوں کے جرائم کی فہرست میں سانحہ ماڈل ٹاؤن سب سے بڑا جرم ہے اس لئے کہ بقیہ کیسز قومی دولت لوٹنے اور کرپشن سے متعلق ہیں جبکہ سانحہ ماڈل ٹاؤن ریاست کے 14 شہریوں کو دن دیہاڑے قتل کرنے کا قومی جرم ہے۔ لہذا قاتل حکمرانوں کو بے گناہوں کا خون کبھی معاف نہیں کریں گے۔ صرف اسلامی تعلیمات ہی نہیں بلکہ دنیا کے ہر مہذب معاشرے میں یہ اصول موجود ہے کہ انصاف کے بغیر جمہوریت تو کیا انسانیت بھی پروان نہیں چڑھ سکتی۔

پاکستانی عوامی تحریک کے جرأت مند اور باشعور کارکن اپنے قائد کے زیر قیادت انقلاب کی منزل اور جدوجہد کے حوالے سے بڑے کلیئر ہیں۔ قاتلوں کی پراپیگنڈہ مشینری انکے ذہنوں کو اس سے پہلے پراگندہ کر سکی اور نہ آئندہ کر سکے گی۔ قصاص، احتساب، اصلاحات اور پھر انتخابات ہماری انقلابی جدوجہد کا روڈ میپ ہے۔ دو چار

برکتِ وجودِ مصطفیٰ ﷺ سے یقینی بخشش کا حصول

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کا خصوصی علمی و فکری خطاب☆

مرتّب: محمد یوسف منہاجین / معاون: محمد خلیق عامر

گذشتہ سے پیوستہ

حضور ﷺ کے وجودِ مسعود کی برکت استغفار سے بھی مقدم ہیں۔ اس لیے کہ استغفار سے اللہ کی بخشش اور رحمت ملتی ہے اور آقا علیہ السلام کے وجود سے ملنے والی بخشش و رحمت اس بخشش و رحمت سے قوی تر ہے۔ یہ بات میں نے ایسے ہی نہیں کہہ دی بلکہ اتنی بڑی بات کی تائید خود قرآن کرتا ہے۔ قرآن مجید میں ایک مقام پر فرمایا:

فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّکَ وَاسْتَغْفِرْهُ اِنَّهٗ کَانَ تَوَّابًا.

"تو آپ (تشکراً) اپنے رب کی حمد کے ساتھ تسبیح فرمائیں اور (تواضعاً) اس سے استغفار کریں، بے شک وہ بڑا ہی توبہ قبول فرمانے والا (اور مزید رحمت کے ساتھ رجوع فرمانے والا) ہے"۔ (النصر، ۱۱۰: ۳)

دوسری آیت میں فرمایا:

وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْکَ فَاسْتَغْفَرُوا اللهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا. (النساء، ۴: ۶۴)

"اور (اے حبیب!) اگر وہ لوگ جب اپنی جانوں پر ظلم کر بیٹھے تھے آپ کی خدمت میں حاضر ہو جاتے اوراللہ سے معافی مانگتے اور رسول (ﷺ) بھی ان کے لیے مغفرت طلب کرتے تو وہ (اس وسیلہ اور شفاعت کی بنا پر) ضرور اللہ کو توبہ قبول فرمانے والا نہایت مہربان پاتے"۔

جہاں صرف اللہ سے استغفار تھا وہاں فرمایا اللہ بڑا ہی توبہ قبول فرمانے والا ہے۔ جہاں حضور ﷺ کی بارگاہ میں آ کر بخشش طلب کرنے کا ذکر کیا تو وہاں تَوَّابًا کے ساتھ رَّحِيْمًا بھی لگا دیا۔ فرمایا: صرف بخشنے والا نہیں بلکہ بے حساب رحمت کرنے والا بھی پاتے۔ جس نے اللہ سے معافی مانگی اُس کے لیے صرف بخشنے والا اور جو مصطفیٰ ﷺ کے در پہ آ گیا اُس کے لیے فرمادیا کہ میں بخشنے والا بھی ہوں اور رحم فرمانے والا بھی ہوں۔ گویا اُس کے لیے دو صفتوں کا اظہار کردیا کہ میں توّاب بھی ہوں اور رحیم بھی ہوں۔

اللہ رب العزت نے یہ فرق ایسے ہی تو نہیں رکھا بلکہ اس کی حقیقت بھی ہے اور وہ یہ کہ جو شخص اللہ سے معافی طلب کرے اُس کے لیے اللہ توّاب ہے اور جو حضور ﷺ کی بارگاہ میں آ کر معافی طلب کرے اُس کے لیے اللہ تعالیٰ اپنی دو صفتوں کا فیض جاری فرمادیتا ہے، اُسے توّاب کا فیض بھی ملتا ہے اور اللہ کی رحیمیت کا فیض بھی حضور ﷺ کے صدقے سے ملتا ہے۔

☆ اب انہی دو آیتوں میں ایک اور اسلوب دیکھئے:

فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّکَ وَاسْتَغْفِرْهُ اِنَّهٗ کَانَ تَوَّابًا.

جس نے اللہ سے معافی مانگی، حمد و تسبیح کی، عبادت کی تو فرمایا: بے شک وہ بڑا بخشنے والا ہے۔ اِس آیت میں بخشنے کا وعدہ نہیں کیا کہ جو مجھ سے معافی مانگے اسے یقینی بخش دوں گا۔ اس میں کہیں وعدہ نہیں ہے۔ صرف فرمادیا اللہ بڑا بخشنے والا ہے۔ یعنی جس کو چاہے بخش دے اور جس کو چاہے نہ بخشے۔ جبکہ آقا علیہ السلام کی بارگاہ میں

☆ رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ کانفرنس جامع مسجد ممگول برمنگھم، UK (مورخہ: 9 جنوری 2016ء)، (CD#2330)، (خطاب نمبر: Er-5)

آنے والوں کے لیے فرمایا: جو میرے مصطفیٰ ﷺ کی بارگاہ میں آ کر معافی مانگے:

لَوَجَدُوا اللهَ تَوَّابًا رَّحِيمًا.

''تو وہ (اس وسیلہ اور شفاعت کی بنا پر) ضرور اللہ کو توبہ قبول فرمانے والا نہایت مہربان پاتے''۔

وہ لوگ اگر میرے مصطفیٰ ﷺ کی بارگاہ میں آئیں تو وہ اللہ کو بڑی بخشش فرمانے والا، رحم فرمانے والا پالیں گے۔ وَجَـدُوا اللهَ کے الفاظ استعمال فرمائے یعنی میں ایسا کر کے رہوں گا اور تمہیں نظر آ جائے گا کہ بخش دیا۔ لام تاکید لگا کر واضح کر دیا کہ یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ میرے محبوب ﷺ کے در پہ کوئی آ جائے اور میں اُس کو بخش نہ دوں۔ بخش بھی دوں گا اور رحمت بھی دوں گا، یہ میرا وعدہ ہے۔ پہلی آیت میں صرف اپنی شان بیان کر دی جبکہ دوسری آیت میں صرف شان بیان نہیں کی بلکہ وعدہ بھی کر دیا اور وعدہ بھی تاکیدی کہ ہو ہی نہیں سکتا کہ نہ بخشوں اور رحمت سے جھولیاں نہ بھر دوں۔ المختصر یہ کہ استغفار سے جو رحمت ملتی ہے وہ کم ہے اور جو رحمت وجودِ مصطفیٰ ﷺ کے ذریعے ملتی ہے وہ زیادہ ہے۔ اس لیے رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ سے مراد حضور ﷺ کا وجودِ مسعود ہے۔

لہٰذا آپ جو عقیدہ آقا علیہ السلام کی بارگاہ اور نسبت کے ساتھ رکھتے ہیں اُس پہ فخر کیا کریں۔ یہ کوئی کمزوری نہیں ہے بلکہ بہت طاقتور اور سچا عقیدہ ہے۔ اپنے اندر اعتماد رکھا کریں۔ سارا قرآن اسی عقیدے کی تائید میں ہے، کل احادیث نبوی اسی عقیدہ کی تائید میں ہیں۔

چند تفسیری نکات

اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا:

وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ.

''اور (اے رسولِ محتشم!) ہم نے آپ کو نہیں بھیجا مگر تمام جہانوں کے لیے رحمت بنا کر''۔ (الأنبياء، ۲۱: ۱۰۷)

اس آیت مبارکہ میں ''لـلـعـلـمـيـن'' (تمام جہانوں کے لئے) کا لفظ غور طلب ہے۔ عربی لغت، نحو اور علم الصرف کے ماہرین جانتے ہیں کہ یہ بات دو طریقے سے کہی جا سکتی ہے اور جائز ہے:

۱. رَحْمَةً بِالْعٰلَمِيْنَ بھی کہا جا سکتا تھا۔

۲. رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ بھی کہا جا سکتا تھا۔

دونوں کا معنیٰ یہی ہوتا 'جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا'، مگر رَحْمَةً بِالْعٰلَمِيْنَ نہیں فرمایا بلکہ رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ فرمایا۔ یہ فرق سمجھنے والا ہے۔ لغت کی کئی کتب میں اس فرق کو بیان کیا گیا ہے۔ رَحْمَةً بِالْعٰلَمِيْنَ آئے اُس کا معنی کیا ہوتا اور 'ب' نہیں بلکہ 'ل' لگایا یعنی لِلْعٰلَمِيْنَ، تو اس میں فرق کیا ہے؟

رَحْمَةً بِالْعٰلَمِيْن سے کیا مراد ہوتی؟

حرف 'ب' بارہ مختلف معانی کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ اُن میں سے ایک معنیٰ یہاں صادر آتا ہے اور وہ یہ کہ اگر 'ب' لگتا رَحْمَةً بِالْعٰلَمِيْنَ ہوتا تو یہ تبعیض پر دلالت کرتا یعنی اس میں بـعـضـیّت کا معنی آتا۔ اس کو اصمعی، فارسی، ابن مالک، کوفیوں اور صرف و نحو اور لغت کے ماہرین نے بیان کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ اگر 'ب' لگے تو اُس کا کُل پر اطلاق نہیں ہوتا بلکہ کل میں سے بعض پر اطلاق ہوتا ہے۔ یعنی وہ چیز بعض کے لیے ثابت ہوتی ہے اور بعض اس میں سے محروم رہ جاتے ہیں، خارج ہوجاتے ہیں۔ پس اگر 'ب' لگتا تو کلیت نہ ہوتی بلکہ بعضیت ہوتی۔ جیسے فرمایا:

عَيْنًا يَّشْرَبُ بِهَا عِبَادُ اللهِ. (الدهر، ۷۶: ۶)

(کافور جنت کا) ایک چشمہ ہے جس سے (خاص) بندگانِ خدا (یعنی اَولیاء اللہ) پیا کریں گے۔

یعنی اللہ کے کچھ بندے اُس میں سے پئیں گے یا اُس میں سے کچھ پئیں گے۔ اسی طرح قرآن مجید نے کہا:

وَامْسَحُوْا بِرُءُ وْسِكُمْ. (المائدة، ۵: ۶)

''اور اپنے سروں کا مسح کرو''۔

چونکہ حرفِ 'ب' لگ گیا لہذا 'ب' لگنے کا مطلب یہ ہے کہ سارے سر پر مسح کرنا فرض نہیں ہے۔ اُس کے تھوڑے حصے پر اگر کر لیا تو اس سے بھی حکم پورا ہو گیا۔ اس لئے کہ 'ب' لگ جائے تو بعض پر اطلاق سے بات پوری ہو جاتی ہے۔

اب اگر اللہ تعالیٰ وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَةً بِالْعٰلَمِيْنَ فرماتے تو اس کا مطلب ہوتا کہ سارے جہانوں میں سے بعضوں کے لیے رحمت ہیں اور بعضوں کے لیے نہیں۔ جو مستحق ہیں ان کے لیے رحمت ہیں اور جو مستحق نہیں، اُن کے لیے رحمت نہیں۔ deservings کے لیے آپ کی mercy ہے اور جو deservings نہیں ہیں اُن کے لیے نہیں ہے۔ لہذا کچھ اس میں سے exclude ہو جاتے اور کچھ کے لیے آقا علیہ السلام کی رحمت ہوتی۔ اس وجہ سے 'ب' نہیں لگایا۔

رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْن کیوں فرمایا؟

حرفِ 'ل' کا بائیس (۲۲) معانی کے لیے آتا ہے۔

جو معنیٰ اس آیت مبارکہ میں پورے ہوتے ہیں وہ دو ہیں:

۱۔ ''لام'' استحقاق کے لیے آتا ہے۔

۲۔ ''لام'' تملیک یا شبہ تملیک کے لیے آتا ہے۔

۱۔ استحقاق کے بغیر رحمت کا مستحق بنادیا

آیت مبارکہ میں 'ب' نہ لگا کر یہ واضح کر دیا کہ آپ ﷺ کی رحمت بعض کے لئے نہیں بلکہ کل کے لئے ہے۔ آپ ﷺ ہر فرد، ہر شے، ہر ذرے، ہر جنس، ہر نوع اور ہر قسم کے لیے رحمت ہیں۔ یعنی آقا علیہ السلام انسانوں، فرشتوں، جنات، نباتات، جمادات، ہواؤں، حیوانات، خلاء، چاند، سورج، ستاروں، ہر ذی شعور، غیر ذی شعور، مومنوں، کافروں الغرض ہر ایک کے لیے رحمت ہیں۔ یہ لِلْعٰلَمِيْنَ کا مطلب ہے۔ یعنی کائنات کی کوئی شے حضور ﷺ کی رحمت سے خارج ہی نہیں ہے۔

لِلْعٰلَمِيْن میں 'ل' کو استحقاق کے لیے سمجھا جائے تو اس کا کیا مطلب ہے؟ اس کو اس آیت سے سمجھتے ہیں۔ قرآن پاک نے کہا:

وَيْلٌ لِّلْمُطَفِّفِيْنَ. (المطففين، ۸۳: ۱)

''بربادی ہے ناپ تول میں کمی کرنے والوں کے لیے''۔

دوسری جگہ فرمایا:

لَهُمْ فِي الدُّنْيَا خِزْيٌ. (المائدة، ۵: ۴۱)

''ان کے لیے دنیا میں (کفر کی) ذلّت ہے''۔

ایسا کرنے والوں کے لیے جہنم، ہلاکت، شرمساری اور تباہی ہے۔ یعنی وہ اس عمل کے باعث دوزخ کے مستحق ہیں۔ اب زیر بحث آیت مبارکہ کی طرف آتے ہیں۔ آقا علیہ السلام کے لیے فرمایا:

وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ.

عالمین کے لیے رحمت بنا کر بھیجا، اگر 'ل' کو استحقاق کے لیے سمجھیں تو مطلب یہ کہ میرے محبوب ﷺ! آپ ﷺ آئے اور آپ نے ہر ایک کو مستحق رحمت بنادیا۔ بھلے کوئی اس کا مستحق تھا یا نہ تھا۔ اگر میں فرما دیتا رَحْمَةً بِالْعٰلَمِيْنَ تو آپ ﷺ کا کمال نہ رہتا۔ پھر معنیٰ ہوتا جو میری رحمت کا مستحق ہے اُس کے لیے آپ ﷺ رحمت ہیں اور جو مستحق نہیں اُس کے لیے رحمت نہیں۔ کسی کو رحمت اُس کو استحقاق کی وجہ سے ملتی آپ ﷺ کی وجہ سے نہیں۔ اب رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ کا مطلب ہے میرے محبوب ﷺ! آپ نہ ہوتے تو میں رحمت تقسیم کرتا، جو مستحق ہوتا اُس کو رحمت ملتی اور جو مستحق نہ ہوتا اُسے رحمت نہ دیتا۔ محبوب ﷺ! آپ ﷺ آ گئے، اب استحقاق اور عدمِ استحقاق کا فرق مٹ گیا۔ کوئی مستحق ہے تو وہ بھی آپ ﷺ کی رحمت پر پل رہا ہے اور جو مستحق نہیں وہ بھی آپ ﷺ کی رحمت پر پل رہا

ہے۔ آپ ﷺ نے ہر ایک کو اُس کے استحقاق کے بغیر رحمت کا مستحق بنا دیا۔ آقا علیہ السلام نے ساری کائنات کو اپنی رحمت کا مستحق بنا دیا۔ یہ آقا علیہ السلام کا احسان عظیم ہے۔ یہی معنی رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ میں پنہاں ہے۔

۲۔ احساسِ تحفظ عطا فرمانا

رحمة للعلمين میں موجود حرف لام کو اگر تملیک کے معنی میں لیں تو تملیک کا معنیٰ ہے کسی کو مالک بنانا، ملک دے دینا۔ ارشاد فرمایا:

وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ.

محبوب ﷺ! آپ چونکہ نفسِ رحمت ہیں، میری ساری رحمت ہی آپ ﷺ ہیں، لہٰذا آپ ﷺ آئے تو آپ نے کائنات کی مِلک میں میری رحمت دے دی۔ مِلک دینے کا مطلب کیا ہوتا ہے؟ اگر کسی کی ملکیت میں کوئی گھر آ جائے، مکان دے دیں، پراپرٹی دے دیں، پیسہ دے دیں تو اس تملیک کا مطلب ہوتا ہے کہ احساسِ تحفظ پیدا ہو گیا۔ شادی ہوتی ہے تو بیوی کہتی ہے مہر لکھ دو، گھر میری مِلک میں دے دو۔ مِلک میں کوئی شے مل جائے تو اس سے احساسِ حفاظت پیدا ہو جاتا ہے کہ میں protected ہوں۔ میری حفاظت ہے۔ خطرات ٹل جاتے ہیں۔

میرے محبوب ﷺ! آپ رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ہیں یعنی آپ ﷺ آئے اور کائنات کو آپ ﷺ نے ایسی رحمت کی ملکیت دی کہ ساری کائنات کو آپ ﷺ کی وجہ سے احساسِ تحفظ مل گیا۔ کائنات میں ہر شے کو حفاظت کا احساس مل گیا۔ امان کا احساس مل گیا، کہ ہاں کوئی ہے ہمارے اوپر حفاظت کرنے والا۔۔۔ کوئی ہے ہمیں عذاب سے بچانے والا۔۔۔ کوئی ہے جو ہمیں قیامت کے دن جہنم سے نکال کر جنت میں لے جائے گا۔

احساسِ تحفظ اور عذاب سے بچانے کے متعلق یہ تمام امور صحیح بخاری و مسلم کی متفق علیہ احادیث سے ثابت ہیں۔ ہمارے عقیدے کا کوئی گوشہ صحیح بخاری و صحیح مسلم سے باہر نہیں ہے اور نہ قرآن سے باہر ہے۔ قیامت جب آئے گی سو آئے گی مگر آقا ﷺ نے پہلے ہی مِلک بنا کر احساسِ تحفظ دے دیا۔

اعلانِ شفاعت، احساسِ تحفظ عطا کرنا ہے

ابھی بندے مرے ہیں اور نہ قیامت قائم ہوئی ہے، یہ واقعہ بعد میں ہوگا۔ مگر آپ ﷺ نے پہلے فرما دیا کہ قیامت کے دن یوں ہوگا کہ اپنے اپنے اعمال کے باعث دوزخ میں جانے والوں کو اللہ دوزخ میں بھیج دے گا، وہ دوزخ میں چلے جائیں گے۔ اس موقع پر حضور نبی اکرم ﷺ کی شفاعت سے ان لوگوں کو جنت میں داخل کر دیا جائے گا۔ حتی کہ حضور نبی اکرم ﷺ کو اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ

فَاَخْرِجْ مَنْ كَانَ فِي قَلْبِهِ أَدْنَى أَدْنَى أَدْنَى مِثْقَالِ حَبَّةِ خَرْدَلٍ مِنْ إِيمَانٍ.

(بخاری، الصحیح، کتاب التوحید، بَاب كَلَامِ الرَّبِّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَعَ الْأَنْبِيَاءِ، ۶: ۲۷۲۷، رقم: ۷۰۷۲)

''اگر کسی کے دل میں ایک رائی کے دانے سے بھی کم اُس سے بھی کم اُس سے بھی کم ایمان ہے اُس کو بھی نکال کر لے جائیں''۔

بار بار حکم ہوگا کہ خود جائیں اور نکال کر لے جائیں۔ یہ کیوں فرمایا جا رہا ہے کہ خود نکال کر لے جائیں؟ حکم کر سکتا ہے کہ میرے محبوب ﷺ کی رضا ہے، لہذا ان لوگوں کو فرشتو دوزخ سے نکال دو لیکن یہ نہیں فرمایا۔ دوزخ سے نکالیں گے فرشتے مگر محبوب ﷺ سر پر کھڑے ہوں گے۔ کیوں؟ اس لئے کہ ایسا نہ ہو کہ دوزخ سے نکالوں آپ ﷺ کی خاطر اور وہاں جا کر کوئی یہ نہ کہے کہ میرے اعمال مجھے جنت میں لے آئے اور میری فلاں چیز جنت میں لے آئی۔ میں نے حج اتنے کیے تھے، عمرے اتنے کیے تھے، زکوۃ اتنی دی تھی، تبلیغ بہت کی تھی لہذا یہ اعمال جنت

میں لے گئے۔ فرمایا: بھاڑ میں جائیں اُن کے اعمال۔ محبوب ﷺ! وہ تو دوزخ میں پڑے تھے، نکالوں بھی آپ ﷺ کی خاطر اور انہیں معلوم نہ ہو۔ نکالوں بھی آپ کی وجہ سے اور وہ آپ ﷺ کو مانیں بھی نہ، تو میں نے ان کو کیوں جنت میں بھیجنا ہے؟ جلتے رہیں دوزخ میں۔

محبوب آپ ﷺ کو اس لئے کہہ رہا ہوں کہ جائیں اور دوزخ سے نکال کر لے جائیں تا کہ جنت میں بھی جائیں اور مانیں بھی سہی کہ ہمارے اعمال نے ہمیں دوزخ میں بھیجا تھا، مصطفیٰ ﷺ نے ہمیں جنت عطا کی۔ یہ احساسِ تحفظ لام تملیک کے ذریعے بیان فرمادیا۔ اعمال نے دوزخ دی لیکن مصطفیٰ ﷺ نے جنت دی۔

صحیح بخاری میں یہاں تک بھی آیا کہ دوزخ میں کئی جل چکے ہوں گے آقا علیہ السلام فرماتے ہیں: جب میری شفاعت سے وہ نکل کر جنت میں جائیں گے تو لوگ اُن کو کہیں گے کہ یہ جہنمی ہیں۔ اس لئے کہ اُن کی جلد جل چکی ہوئی ہوگی۔ جنت میں جا کر بھی وہ جلی ہوئی جلد نظر آئے گی، جس بنا پر جنتی انہیں جہنمی کہہ کر مخاطب کریں گے۔

وہ عرض کریں گے باری تعالیٰ! اپنے محبوب ﷺ کی خاطر جہنم سے نکال کر جنت میں تو پہنچا دیا ہے، جہنم تو ختم ہوگئی اب یہ title بھی ختم فرما دے۔ جو دیکھتا ہے کہتا ہے یہ جہنمی تھے، مصطفیٰ ﷺ انہیں جنت میں لے آئے ہیں۔ یہ لوگ ہمیں جہنمی کہہ رہے ہیں، حالانکہ ہم جنت میں رہ رہے مگر ہمیں جو جلا ہوا دیکھتا ہے کہتا ہے یہ جہنمی ہیں۔ باری تعالیٰ! یہ نام بھی بدل دے۔ فرمایا: مصطفیٰ ﷺ نے ان کو جہنم سے نکالا ہے لہٰذا اُن کا جہنمی title بھی ختم کر دیا جائے۔ پس جہنم بھی گئی اور جہنمی کا نام بھی گیا۔ یہ رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ کے ذریعے حاصل ہونے والا احساسِ تحفظ ہے۔

اسی طرح جب ہم قبر میں ہوں گے، ہم سے سوال کئے جائیں گے تو اس وقت بھی سامنے حضور ﷺ موجود ہوں گے تا کہ ہمیں احساس ہو کہ بچانے والے بھی وہی ہیں۔ یہ رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ کا معنی ہے کہ اس سے تحفظ کا احساس پیدا ہوتا ہے۔ یہ آقا علیہ السلام کی شان اقدس ہے جس کی وجہ سے باالعلمین نہیں فرمایا لِلْعٰلَمِيْنَ فرمایا۔

یومِ قیامت حضور ﷺ کی مزید شانوں کا ظہور

مذکورہ تمام بیان کی تائید میں صحیح بخاری سے حدیث مبارکہ ذکر کرتا ہوں۔ حضرت ابو ہریرہؓ روایت کرتے ہیں آقا علیہ السلام نے فرمایا:

إِنَّ اللهَ خَلَقَ الرَّحْمَةَ يَوْمَ خَلَقَهَا مِائَةَ رَحْمَةٍ. فَأَمْسَكَ عِنْدَهُ تِسْعًا وَتِسْعِينَ رَحْمَةً. وَأَرْسَلَ فِي خَلْقِهِ كُلِّهِمْ رَحْمَةً وَاحِدَةً.

یعنی اللہ رب العزت نے جس دن رحمت کو پیدا فرمایا تو سو رحمتیں پیدا کیں۔ رحمت کی سو جہتیں، سو شانیں، سو گنا رحمت پیدا کی۔ اللہ پاک نے ننانوے شانیں رحمت کی قیامت کے دن کے لئے محفوظ کر لیں اور اس دنیا کے لیے اُس رحمت کی صرف ایک شان کو مبعوث فرمایا۔

(بخاری، الصحیح، کتاب الرقاق، بَاب الرَّجَاءِ مَعَ الْخَوْفِ، ۵: ۲۳۷۴، رقم: ۶۱۰۶)

قیامت سے پہلے تک جو منظر کائنات کا ہم دیکھ رہے ہیں یہ حضور ﷺ کی ایک رحمت ہے۔ جو ساری کائنات اور جہانوں کو پوری آ رہی ہے اور جب قیامت ہوگی تو آقا علیہ السلام ننانوے مزید شانوں کے ساتھ جلوہ گر ہوں گے۔

حدیث مبارکہ میں فرمایا کہ وَأَرْسَلَ (اور وہ رحمت مبعوث فرمائی) جبکہ آیت مبارکہ میں بھی ومآارسلنک کا لفظ استعمال فرمایا۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ حضور ﷺ کے وجود کی بات ہو رہی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ السلام کی بعثت اور وجود کی شکل میں ایک شان ظاہر کی اور لوگو! تم سے ابھی یہ

ہضم نہیں ہو رہی، تمہیں یہ سمجھ نہیں آ رہا اور قیامت کے دن جب بقیہ ننانوے شانوں کا تاج حضور علیہ السلام کے سرانور پہ رکھ دیا جائے گا، ننانوے شانیں رحمت کی مزید اجاگر ہو جائیں گی تو اس وقت کیا عالم ہوگا۔ اس لیے کہ

وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى. (الضحیٰ، ۹۳: ۵)

’’اور آپ ﷺ کا رب عنقریب آپ کو (اتنا کچھ) عطا فرمائے گا کہ آپ راضی ہو جائیں گے‘‘۔

قیامت کے سارے فیصلے حضور ﷺ کی ذات کے اردگرد گھومیں گے۔ میرے مصطفیٰ ﷺ جو فرمائیں گے وہی ہو گا اور یہی قیامت ہے۔ اگر قیامت کی تعریف پوچھیں کہ قیامت کیا ہے؟

تو سن لیں! جس دن آ قا علیہ السلام کی ہر منشا پوری ہوگی، اس دن کا نام یوم قیامت ہے۔

آ قا علیہ السلام نے ارشادفرمایا:

إِنَّ اللهَ وَعَدَنِي أَنْ يُدْخِلَ الْجَنَّةَ مِنْ أُمَّتِي أَرْبَعَ مِائَةِ أَلْفٍ.

(أحمد بن حنبل، المسند، ۳: ۱۶۵، رقم: ۱۲۶۹۵)

’’یقیناً اللہ عزوجل نے مجھ سے میری امت کے ۴ لاکھ افراد کو (بغیر حساب و عذاب کے) جنت میں داخل کرنے کا وعدہ فرمایا ہے‘‘۔

☆ ایک اور مقام پر فرمایا:

لَيَدْخُلَنَّ الْجَنَّةَ مِنْ أُمَّتِي سَبْعُوْنَ أَلْفًا أَوْ سَبْعُ مِائَةِ أَلْفٍ، شَكَّ فِي أَحَدِهِمَا، مُتَمَاسِكِيْنَ آخِذٌ بَعْضُهُمْ بِبَعْضٍ، حَتّٰى يَدْخُلَ أَوَّلُهُمْ وَآخِرُهُمُ الْجَنَّةَ، وَوُجُوْهُهُمْ عَلٰى ضَوْءِ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ.

(بخاري، الصحيح، كتاب: الرقاق، باب: يدخل الجنة سبعون ألفا بغير حساب، ۵: ۲۳۹۶، رقم: ۶۱۷۷)

’’میری امت کے ستر ہزار یا سات لاکھ افراد (بغیر حساب و عذاب کے) جنت میں داخل ہوں گے۔ (راوی کو دونوں میں سے ایک کا شک ہے) یہ ایک دوسرے کو (نسبت کی وجہ سے باہم) تھامے ہوئے ہوں گے یہاں تک کہ ان کا پہلا (قیادت کرنے والا) اور آخری شخص جنت میں داخل ہوجائے گا۔ ان کے چہرے چودھویں رات کے چاند کی طرح چمکتے ہوں گے‘‘۔

یہ آپ ﷺ کی شان کے وہ ننانوے حصے ہیں جو قیامت کے دن ظاہر ہونے ہیں۔

☆ ایک اور مقام پر آ قا علیہ السلام نے ارشادفرمایا:

لِلّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ مِائَةُ رَحْمَةٍ، وَإِنَّهُ قَسَمَ رَحْمَةً وَاحِدَةً بَيْنَ أَهْلِ الْأَرْضِ فَوَسِعَتْهُمْ إِلَى آجَالِهِمْ.

(احمد بن حنبل، المسند، ۲: ۵۱۴، رقم: ۱۰۶۸۰)

’’اللہ تعالیٰ سو رحمتوں کا مالک ہے، اس نے (ان میں سے) ایک رحمت کو جمیع اہلِ زمین کے درمیان تقسیم کر دیا جو ان کی اموات تک انہیں اپنے احاطہ میں لیے رہے گی‘‘۔

☆ قیامت کے دن ننانوے حصے رحمت کے ظاہر ہوں گے وہ صرف آ قا علیہ السلام کے لیے نہیں بلکہ آ قا علیہ السلام کے اولیاء کے لیے بھی اللہ نے محفوظ کر کے رکھے ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا:

وَأَخَّرَ تِسْعَةً وَتِسْعِيْنَ لِأَوْلِيَائِهِ.

(حاكم، المستدرك، ۱: ۱۲۳، رقم: ۱۸۵)

’’جبکہ ننانوے رحمتوں کو اس نے اپنے اولیاء کے لئے محفوظ کر لیا ہے‘‘۔

آ قا علیہ السلام کی رحمت کی یہ شانیں قیامت کے دن ظاہر ہوں گی۔ پس اس دنیا سے لے کے اُس دنیا تک سارے نظارے آ قا علیہ السلام کی رحمت کے ہیں۔ اس لیے اللہ تعالیٰ حضور علیہ السلام کو قیامت کے دن عرش پر اپنی کرسی کے ساتھ کرسی رکھوا کر بٹھائے گا تا کہ جو فیصلہ محبوب ﷺ آپ فرمائیں وہی میں اعلان کرتا جاؤں گا۔ یہ آ قا علیہ السلام کی رحمت کا وہ اظہار ہے جو **وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ** کے اندر پنہاں ہے۔

❁❁❁❁❁

الفقہ

آپ کے فقہی مسائل

مفتی عبدالقیوم خاں ہزاروی

سوال: ایسا گوشت جس کی حلت و حرمت مشکوک ہو اس کے کھانے کا کیا حکم ہے؟

بیرون ملک مقیم افراد مارکیٹ سے ذبح کیا ہوا گوشت لاتے ہیں جو کہ کئی ممالک سے آتا ہے، جیسے: پاکستان، انڈیا اور آسٹریلیا وغیرہ اور اس پہ حلال لکھا ہوتا ہے۔ ان افراد کو یقینی طور پر معلوم نہیں ہوتا کہ یہ گوشت حلال ہے یا حرام اور وہ کس کا ذبیحہ ہے؟ اس حوالے سے وہ اکثر دریافت کرتے ہیں کہ آیا اس گوشت کا کھانا حلال ہے یا حرام؟ آیئے قرآن و حدیث کی روشنی میں اس مسئلہ کا جواب جانتے ہیں:

صرف حلال جانوروں میں سے اللہ تعالیٰ کا نام لے کر ذبح کئے ہوئے جانور کا گوشت کھانا ہمارے لئے حلال ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

فَكُلُوْا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللهِ عَلَيْهِ اِنْ كُنْتُمْ بِاٰيٰتِهٖ مُؤْمِنِيْنَ.

”سو تم اس (ذبیحہ) سے کھایا کرو جس پر (ذبح کے وقت) اللہ کا نام لیا گیا ہو اگر تم اس کی آیتوں پر ایمان رکھنے والے ہو۔“ (الانعام، ٦: ١١٨)

جس جانور پر وقت ذبح جان بوجھ کر اللہ تعالیٰ کا نام نہ لیا گیا ہو اس کا گوشت کھانا حرام ہے:

وَلَا تَاْكُلُوْا مِمَّا لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللهِ عَلَيْهِ وَاِنَّهٗ لَفِسْقٌ.

”اور تم اس (جانور کے گوشت) سے نہ کھایا کرو جس پر (ذبح کے وقت) اللہ کا نام نہ لیا گیا ہو اور بے شک وہ (گوشت کھانا) گناہ ہے۔“ (الانعام، ٦: ١٢١)

اگر ذبح کرنے والا اللہ کا نام لینا بھول جائے تو پھر بھی جانور حلال ہی رہے گا لیکن جان بوجھ کر ایسا کرنا جائز نہیں ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرماتے ہیں کہ

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: جَائَتِ الْيَهُوْدُ اِلَى النَّبِيِّ فَقَالُوْا: نَاْكُلُ مِمَّا قَتَلْنَا وَلَا نَاْكُلُ مِمَّا قَتَلَ اللهُ فَاَنْزَلَ اللهُ وَلَا تَاْكُلُوْا مِمَّا لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللهِ عَلَيْهِ اِلَى آخِرِ الْآيَةِ.

”یہودی حضور نبی اکرم ﷺ کے پاس آئے اور انہوں نے کہا: جس جانور کو ہم قتل کرتے ہیں، آپ اسے تو کھا لیتے ہیں لیکن جس جانور کو اللہ قتل کرتا (مارتا) ہے اسے نہیں کھاتے۔ تو اللہ تعالیٰ نے حکم نازل فرمایا: اور تم اس (جانور کے گوشت) سے نہ کھایا کرو جس پر (ذبح کے وقت) اللہ کا نام نہ لیا گیا ہو۔“

(ابی داؤد، السنن، ٣: ١٠١، رقم: ٢٨١٩)

اہل کتاب (یہودی اور عیسائی) اگر حلال جانور کو اللہ کا نام لے کر ذبح کریں تو مسلمانوں کے لئے اس کا گوشت کھانا بھی جائز ہے۔ فرمان باری تعالیٰ ہے:

اَلْيَوْمَ اُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبٰتُ ط وَطَعَامُ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ حِلٌّ لَّكُمْ ص وَطَعَامُكُمْ حِلٌّ لَّهُمْ.

”آج تمہارے لیے پاکیزہ چیزیں حلال کر دی گئیں، اور ان لوگوں کا ذبیحہ (بھی) جنہیں (الہامی) کتاب دی گئی، تمہارے لیے حلال ہے اور تمہارا ذبیحہ ان کے لیے حلال ہے۔“

لہٰذا بیرون ملک مقیم لوگ ان کمپنیز کے بارے

میں معلومات حاصل کریں جن کی پیکنگ میں آپ کے ہاں گوشت فروخت کیا جا رہا ہے۔ اگر وہ کمپنیز رجسٹرڈ ہیں اور ان میں حلال جانوروں کو اسلامی طریقہ کار کے مطابق ذبح کیا جاتا ہے تو وہ گوشت کھانا حلال ہے۔ محض شک وشبہ اور سنی سنائی باتوں کی بنا پر کسی حلال چیز کو حرام قرار نہیں دیا جا سکتا۔

حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے کہ

اَنَّ قَوْمًا قَالُوا لِلنَّبِيِّ اِنَّ قَوْمًا يَاْتُونَا بِاللَّحْمِ لَا نَدْرِي اَذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ اَمْ لَا فَقَالَ سَمُّوا عَلَيْهِ اَنْتُمْ وَكُلُوهُ قَالَتْ وَكَانُوا حَدِيثِي عَهْدٍ بِالْكُفْرِ.

''کچھ لوگ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوئے کہ ہم ایسے لوگ ہیں جن کے پاس گوشت آتا ہے اور ہم نہیں جانتے کہ اس پر اللہ کا نام لیا گیا ہے یا نہیں۔ ارشاد ہوا کہ تم اس پر بسم اللہ پڑھ کر کھا لیا کرو۔ حضرت صدیقہؓ نے فرمایا کہ یہ زمانہ کفر کے قریب کی بات ہے۔''

(بخاری، الصحیح، ۵: ۲۰۹۷، رقم: ۵۱۸۸)

مذکورہ بالا تصریحات سے واضح ہوتا ہے کہ حلال جانور جس کو ذبح کرتے ہوئے اللہ کا نام لیا گیا ہو اور اس کو ذبح کرنے والا مسلمان، مسیحی یا یہودی ہو تو اس کا گوشت کھانا جائز ہے۔ تحقیق طلب بات یہ ہے کہ مارکیٹ میں فروخت ہونے والا گوشت کیا ان شرائط پر پورا اترتا ہے؟ اگر گوشت حلال جانور کا ہے، ذبح کرتے ہوئے جانور پر اللہ کا نام لیا گیا ہے اور اسے کسی مسلمان یا اہلِ کتاب نے ذبح کیا ہے تو ایسا گوشت کھانا، بیچنا اور خریدنا جائز و حلال ہے۔

سوال: کیا حرام اجزاء سے تیار کردہ خوراک کھانے سے حلال جانور حرام ہو جاتا ہے؟

بعض لوگوں نے سوال کیا ہے کہ برائلر مرغ کی تیاری کے لئے مردار گوشت خوراک کیلئے استعمال کیا جاتا ہے، آیا اس کا گوشت حلال ہے یا حرام؟

اس حوالے سے یہ امر ذہن نشین رہے کہ اگرچہ برائلر مرغی کی خوراک میں مختلف حرام و حلال اجزاء شامل ہوتے ہیں، لیکن کھانے کے بعد یہ تمام اجزاء ایک کیمیائی عمل سے گزرتے ہیں جس سے ان کا اثر بدل جاتا ہے۔ اس لیے اس غذا کی وجہ سے برائلر یا عام دیسی مرغی کی حلت پر کوئی فرق نہیں پڑتا، کیونکہ اسے حلال قرار دیتے وقت شریعت نے اس کی غذا کا اعتبار نہیں کیا۔ یہ بات ذہن نشین رہے کہ مرغی کی خوراک میں موجود خون، مردار اور دیگر حلال و حرام مرکبات اگرچہ انسانوں کے لئے حرام ہیں لیکن جانوروں کے لئے حرام نہیں، کیونکہ احکامِ شریعت کے مُکلف انسان ہیں، جانور نہیں۔

سوال: اسلام میں مسلک کی کیا اہمیت ہے؟

مسلک راستے کو کہتے ہیں جس پر چلا جائے۔ فروعی مسائل میں اختلافات کی بنیاد پر مختلف مسلک وجود میں آئے جیسے حنفی، مالکی، شافعی اور حنبلی وغیرہ۔ ہر مسلمان کسی نہ کسی مسلک کو اپنائے ہوئے ہے اور دین کے معاملات میں راہنمائی حاصل کرتا ہے۔

مسلک کیوں اختیار کیا جائے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ سواد اعظم عقائد پر متفق ہیں۔ جو عقائد کے اعتبار سے سواد اعظم سے الگ ہو کر فرقہ قائم کر لے وہ گمراہ ہے لیکن کچھ فروعی مسائل میں اختلاف ہونا کوئی بری بات نہیں۔ یہ اختلاف علم میں ترقی کا سبب بنتا ہے۔ کیونکہ جب بھی اختلاف پایا جائے تو ایک دوسرے کے مقابلے میں زیادہ سے زیادہ محنت کی جاتی ہے۔ نئی سے نئی ایجادات ہوتی ہیں اور ہر روز نئے آنے والے مسائل کا حل آسانی سے مل جاتا ہے۔ یہ اختلاف ہر جگہ پایا جاتا ہے۔

مثلاً ایک ہی مرض کی تشخیص اور علاج کے لیے طبیب مختلف طریقے اور ادویات استعمال کرتے ہیں لیکن ان کا مقصد ایک ہی ہوتا ہے۔ اسی طرح کراچی سے لاہور آنے جانے کے لیے مختلف راستے اور ذرائع استعمال کیے

جا سکتے ہیں۔ جس طرح جس کو سہولت ہو، اسی طرح آ جا سکتا ہے۔ لہذا اگر مقصد اللہ تعالی اور اس کے رسول ﷺ کی رضا حاصل کرنا ہو تو جو بھی شرعی راستہ استعمال کیا جائے درست ہے۔ یہ مختلف مسلک ہمارے لیے آسانیاں پیدا کرتے ہیں۔ کیونکہ مختلف علاقوں کے مختلف موسم ہیں وہاں جو مسائل درپیش آتے ہیں ان کے حالات کی وجہ سے ان میں لچک ہونے کی وجہ سے وہ معاملہ امت کے لیے آسانی اور راہنمائی کا سبب بن جاتا ہے۔ جس مسلک کے دلائل قوی اور واضح ہوں اس کو دوسروں پر فوقیت ہے۔

سوال: مفتیانِ کرام کا مسائل میں باہم اختلاف کرنا کیسا ہے؟

اگر ایک ہی مسلک کے علماء میں سے ایک مفتی ایک چیز کو جائز قرار دے اور دوسرا مفتی اس چیز کو ناجائز قرار دے، تو عام مسلمان شش و پنج میں مبتلا ہوجاتا ہے کہ اب وہ کیا کرے؟ اس حوالے سے یہ امر ملحوظ خاطر رہے کہ اسلام کی یہ منفرد خصوصیت ہے کہ وہ ہر زمان ومکان میں قابل عمل نظام زندگی ہے۔ یہی وہ دین ہے جو زندگی کی طرح زندہ، فطری حقائق کی مانند ابدی اور زمانے کی طرح ارتقاء پذیر ہے۔ اس میں رفتار زندگی سے پیدا ہونے والے نئے امور اور طریقہ ہائے کار کے شانہ بشانہ چلنے کی بھرپور صلاحیت موجود ہے، کیونکہ قیامت تک اب کوئی نبی نہیں آئے گا نہ ہی کسی کتاب کا نزول ہوگا، لیکن نت نئے پیش آنے والے مسائل کا حل بھی ضروری ہے۔ ان مسائل کے حل کے لیے ہمارے پاس قرآن وحدیث، آثار صحابہ اور ائمہ مجتہدین کے فرامین محفوظ ہیں، جن سے مدد حاصل کر کے علماء کرام اور مفتیان عظام نئے آنے والے مسائل کا حل دیتے ہیں۔

لیکن بعض اوقات کچھ مسائل میں اختلاف ہو جاتا ہے۔ اگر تو وہ اختلاف علمی ہو اس میں کوئی حرج نہیں۔ اس کے بہت سے فوائد ہیں۔ اس کے برعکس اگر ضد اور حسد کی وجہ سے اختلاف ہو تو وہ نقصان دہ ہوتا ہے۔ مثلا ایک مریض کو دس ڈاکٹروں کے پاس لے جایا جائے تو وہ سب بیماری تو ایک ہی بتائیں گے لیکن ادویات مختلف تجویز سکتے ہیں۔ ان میں سے ہر ایک کا مقصد مریض کو تندرست کرنا ہوتا ہے، لیکن ادویات جو جس علاقے میں دستیاب ہوں وہی دی جائیں گی۔

اگر کوئی ڈاکٹر بیماری ایسی بتائے جو مریض خود بھی محسوس نہ کرتا ہو اور ظاہری علامات بھی اس کے برعکس ہوں، اور ادویات بھی غلط تجویز کرے، تو مریض سمجھ جائے گا کہ باقی دس ڈاکٹر درست ہیں اور یہ ایک غلط ہے۔ اسی طرح مفتیان کرام کو بھی آپ دیکھ سکتے ہیں کہ کس کی بات قرآن وحدیث کے مطابق اور عقل ودانش میں آنے والی ہے اور کون ہے جو بغیر دلیل کے اور عقل ودانش کے خلاف بات کر رہا ہے۔ فیصلہ آپ خود کر سکتے ہیں اور یہ بھی دیکھنا چاہیے کہ جس کو ہم مفتی سمجھ رہے ہیں کیا وہ اس قابل بھی ہے یا نہیں۔ کیا وہ قرآن وحدیث کو جانتا بھی ہے یا نہیں۔ ان ساری باتوں کو مدنظر رکھنے کے بعد فیصلہ کیا جائے تو اختلاف میں کوئی حرج نہیں، کسی بھی بات کو رد نہیں کیا جائے گا۔

سوال: کیا انویسٹمنٹ کی رقم پر طے شدہ ماہانہ آمدن لینا جائز ہے؟

اگر انویسٹمنٹ نفع نقصان کی شراکت کے ساتھ اس طرح کی ہے کہ جتنا نفع ہوگا اس میں سے اتنے فیصد لیں گے، اگر نقصان ہوا تو وہ بھی اتنے فیصد آپ برداشت کریں گے۔ اس طرح کرنا درست ہے۔ لیکن اگر فکس ہے کہ ایک لاکھ کے اتنے ہزار لیں گے تو اسی کو ہی سود کہتے ہیں جو جائز نہیں ہے۔

مثلا کسی نے ایک لاکھ کی انویسٹمنٹ کی اور طے کیا کہ منافع میں سے 25 فیصد ہر ماہ اسے ملے گا اور اگر نقصان ہوا تو اس میں بھی 25 فیصد وہ برداشت کرے گا اور اصل رقم باقی رہے گی۔ یہ درست ہے۔ اس کے برعکس اگر کوئی یہ طے کرے کہ ایک لاکھ کا بیس ہزار ماہانہ ملتا رہے تو یہ جائز نہیں ہے۔❁❁❁❁❁

جشنِ آمدِ رسول ﷺ

کیوں اور کیسے منائیں؟

ڈاکٹر علی اکبر الازہری

ربیع الاول۔۔۔ رسول رحمت ﷺ کی پیدائش کا مبارک مہینہ، سرور کائنات ﷺ کے ظہور وجود اور رحمۃ للعالمین ﷺ کے نزول کا موسم دلربا ہے۔ ربیع الاول اہل بصیرت و معرفت کے ہاں ربیع النور بھی کہلاتا ہے اور حقیقت بھی یہی ہے کہ ''ربیع'' یعنی بہار تو ایسے مختصر موسمی وقت کا استعارہ ہے جو کئی اعتبار سے ناقص ہے۔ بہار آتی ہے اور چلی جاتی ہے، موسم بہار میں اگر ہریالی آتی ہے تو صرف خزاں رسیدہ درختوں اور پودوں پر، خنکی کا اثر بھی آب و ہوا تک محدود رہتا ہے۔۔۔ لیکن حضور نبی اکرم ﷺ کا ظہور تو۔۔۔ نوروں کی بہار تھی۔ ابدی اور دائمی فیوضات کا سرمدی موسم شروع ہوا تھا۔ نبض ہستی کی حرکت و حرارت کا باعث ولادت نبوی ﷺ صرف بہاروں کا پیغام نہیں، دائمی انوار و فیوضات کا سرچشمہ ہے جس نے قیامت تک بلکہ اس کے بعد بھی موجزن رہنا ہے۔ پھر یہ انوار و فیوضات کسی ایک عالم کے لئے نہیں بلکہ عالم جن و انس کے لئے بھی ہیں، عالم نباتات و جمادات کے لئے بھی عالم چرند و پرند کے لئے بھی حتی کہ عالم لاہوت وملکوت کے لئے بھی۔

؎ عالم آب و خاک میں ترے ظہور سے فروغ
زرہ ریگ کو دیا تو نے طلوع آفتاب

قرآن حکیم نے اسی لئے آپ ﷺ کی بعثت و ولادت کو اہل ایمان پر اللہ تعالیٰ کا احسان عظیم قرار دیا، صاف ظاہر ہے اللہ پاک کی ہر نعمت انسانوں پر اس کا احسان ہے لیکن عادت و شان ربوبیت کے برعکس اس نے اس نعمت کبریٰ کا احسان جتلانا شاید اس لئے مناسب سمجھا کہ انسان کی طبعی احسان فراموشی رسول اعظم و آخر ﷺ کو عام نعمت سمجھتے ہوئے ناقدری کی مرتکب نہ ہوجائے۔ چنانچہ اہل ایمان کا غنچۂ دل اس ماہ مبارک کی آمد کے ساتھ ہی کھل اٹھتا ہے وہ اللہ رب العزت کے حضور وفور سپاس سے سربسجود ہوجاتے ہیں کہ اس ذات نے انہیں رسول مکرم ﷺ کے طفیل ایمان کی دولت بے بدل سے نوازا۔

یہی وفور شوق محافل و مجالس میلاد کا سبب ہے اور اسی باطنی ایمانی جذبے کے تحت اہل اسلام آقا ﷺ کی آمد پر اس دن کو جشن اور عید کے طور پر مناتے چلے آئے ہیں۔ اس لئے بعض نادان دوستوں کی ''مخصوص تعبیر دین'' کے برعکس ہر آنے والے سال میں گذشتہ سال کی نسبت میلاد کی دھوم زیادہ ہوتی ہے کیونکہ رفعت ذکر رسول ﷺ کا یہ معجزاتی پہلو قرآن حکیم کے اعلان ''وَلَلْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰى (محبوب آپ کے لئے ہر آنے والی گھڑی پہلی گھڑی سے بہتر ہوگی) کے مطابق عین منشائے الٰہی ہے۔

یوم میلاد۔۔۔ یوم تحدیث نعمت بھی ہے اور یوم تجدید عہد بھی۔ تحدیث نعمت کا تقاضا فرحت، جشن، عید، محفل اور ہر جائز طریقے سے اظہار مسرت کے ذریعے پورا ہوجاتا ہے۔ نعمت چونکہ سب کے لئے ہے اس لئے نعمت کا شکر بجالانے میں بھی خواص و عوام دونوں شامل ہوجاتے ہیں۔ تاہم۔۔۔ تجدید عہد۔۔۔ خواص کے لئے ہے۔ اس لئے اس کے تقاضوں سے ہم آہنگ ہونے والے بھی

صاحبان علم وفکر، حاملان دعوت و اصلاح اور راہنمایان قوم وملت ہیں۔ بالخصوص عالم اسلام کی وہ قیادتیں جن کے ہاتھ میں مسلمانان عالم کی زمام اقتدار ہے۔ اس ذمہ دار گروہ میں اسلام کی دینی و مذہبی اور روحانی قیادتیں بھی شامل ہیں۔ نیز وہ لوگ بھی جو کسی نہ کسی اعتبار سے منصب تعلیم و تدریس اور دعوت و اصلاح پر فائز ہیں۔ ان سب لوگوں پر کون سے عہد کی تجدید اور کونسے فریضے کی تکمیل لازم ہے؟ اسی فریضے کی جس کے لئے طویل سلسلہ انبیاء و رسل کے آخر میں تاجدارِ کائنات ﷺ کی بعثت ہوئی اور وہ ہے انسانیت تک اللہ کے پیغام کا صحیح صحیح ابلاغ، اقامت دین اور اسلام کو تمام ادیان و مذاہب کے مقابلے میں زیادہ قابل عمل بنانے کا فریضہ۔

مقصدِ آمدِ مصطفیٰ ﷺ

معزز قارئین! آیئے ایک لمحے کے لئے اس مقام پر ذرا رک کر غور کریں، اپنے گریبانوں میں جھانک کر دیکھیں، وہ بھی جو امت کے سیاہ وسفید کے مالک ہیں اور وہ بھی جو کسی محدود ذمہ داری پر فائز ہیں، وہ بھی جو عشق و محبت مصطفیٰ ﷺ کا دعویٰ کرتے ہیں اور وہ بھی جنہیں اطاعت و اتباع رسول ﷺ پر ناز ہے۔ کیا دین کے جن جن حصوں کو ہم اپنائے ہوئے ہیں اور وہ عبادات جن کی ادائیگی کو ہم کل دین سمجھتے ہیں، یہی کچھ مقصدِ بعثتِ محمدی ﷺ تھا یا اس کے علاوہ بھی کچھ ہے؟

غور کریں مکہ میں حضور ﷺ کے ساتھ اسلام قبول کرنے والے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کیا نماز، روزہ اور حج وغیرہ کی ادائیگی نہیں کر سکتے تھے؟ اگر کر سکتے تھے تو انہیں گھر بار کاروبار حتی کہ ماں باپ اور اولاد چھوڑ کر بے سروسامانی کے عالم میں مدینہ ہجرت کرنے کی کیا ضرورت تھی؟ آپ ﷺ کی بعثت مبارکہ کا مقصد محض دعوت و تبلیغ ہی نہیں بلکہ دین حق کا عملی نفاذ اور اسے دیگر ادیان باطلہ پر غالب و فائق کرنا بھی تھا۔ یہی وہ ذمہ داری تھی جسے سرکار دو جہاں ﷺ نے اپنی حیات مبارکہ میں کما حقہ پورا فرمایا۔ اس راہ میں خواہ آپ ﷺ کو اپنا جسم انور لہولہان کرانا پڑا‘ تین تین سال شعب ابی طالب میں اپنے خاندان اور ساتھیوں سمیت بھوکے پیاسے رہنا پڑا‘ معاشرتی بائیکاٹ ہوا‘ طائف کے بازاروں میں پتھروں کی بارش برداشت کرنا پڑی‘ مکہ جیسا وطن چھوڑا‘ عزیز واقارب‘ دوست احباب چھوڑ کر ہجرت فرمائی، سیدنا صدیق اکبرؓ کے ہمراہ تین دن رات غار ثور کی تاریکیوں میں بسر کئے۔

مدینہ طیبہ میں جا کر بھی چاہتے تو آرام وسکون سے نماز روزہ کرتے لیکن ہم جانتے ہیں کہ حضور ﷺ اور آپ کی جماعت نے مسلسل جدوجہد کی، جنگیں لڑیں، معاہدے کئے، مواخات قائم کی اور بالآخر ایک آزاد اسلامی ریاست قائم فرمائی۔ ایک فلاحی انسانی معاشرہ قائم کیا جو مقصود ومطلوب رسالت ونبوت تھا۔

تاریخ انسانیت میں دس سالہ مختصر عرصے میں کسی قیادت‘ جماعت یا ریاست کو اتنی کثرت سے اتنی سخت مزاحمت کا مقابلہ نہیں کرنا پڑا۔ یاد رہے کہ اس دس سالہ مدنی دور نبوت میں تقریباً چھوٹی بڑی تقریباً ۱۰۰ جنگیں ہوئیں جن میں سے ۲۶ میں آپ ﷺ خود بطور سپہ سالار شریک ہوئے۔ یہ سب کچھ کیوں ہوتا رہا؟ کیا کفار مکہ کو مسلمانوں کی مذہبی رسومات سے خطرہ تھا؟ ہرگز نہیں۔ مسلمان اپنی جگہ اللہ اللہ کرتے رہتے اور اس بات پر معاہدہ کر لیتے کہ کعبۃ اللہ ہمارے حوالے کر دو ہم پانچ وقت اذان دے کر نمازیں پڑھتے رہیں گے۔ سال میں ماہ رمضان آئے گا تو روزے رکھ لیا کریں گے۔ حسب توفیق زکوٰۃ ادا کر دیں گے اور حج کا مہینہ آئے گا تو ہم حج بھی کر لیں گے‘ بس یہی ارکان اسلام تھے جن کی ادائیگی بغیر جنگ وجدال کے بآسانی ہوسکتی تھی۔

اگر اسلام محض ان ارکانِ اسلام پر عمل کر لینے‘ بعض معاملات میں حلال وحرام کی تمیز برتنے اورحسب

ضرورت خدا کی راہ میں مستحقین پر تھوڑا بہت مال خرچ کر دینے کا ہی نام ہوتا تو حضور ﷺ اپنے جانثار صحابہؓ سمیت اپنے جسم تیروں سے چھلنی نہ کرواتے ---صحابہ گھر بار چھوڑ کر ہجرت حبشہ اور بعد ازاں ہجرت مدینہ نہ کرتے۔ بڑی آسانی سے قریش مکہ کے ساتھ سمجھوتہ ہو سکتا تھا کہ تم ہمارے مذہب کو نہ چھیڑو، ہم تمہارے باطل اور منافقانہ نظام کو نہیں چھیڑتے۔ لیکن ایسا نہیں ہوا۔ پھر مسلمان جب ہجرت کر کے مکہ سے سینکڑوں میل دور جا بسے تھے، چاہئے تو یہ تھا کہ یہاں دونوں فریق کبھی نہ الجھتے لیکن جب تک مکہ فتح نہیں ہوگیا اور اللہ تعالیٰ نے فتح مبین کے ذریعے پورے عرب پر اسلام کا پرچم لہرا نہیں دیا، کفار نے مسلمانوں کے ساتھ اس وقت تک شدید مزاحمت جاری رکھی اس لئے کہ کفار کو اسلام کے اس انقلابی منشور سے خطرہ تھا جس کے تحت ہر سطح پر ان کی اجارہ داریاں ختم ہو رہی تھیں اور منصفانہ اسلامی نظام سیاست و معیشت کی موجودگی میں انہیں اپنے مذموم مفادات خطرے میں پڑتے نظر آرہے تھے۔ چنانچہ جب سرزمین عرب اسلام کے زیر نگیں آچکا اور وہاں ایک فلاحی سیاسی قوت دنیا کے نقشے پر ابھر آئی تو حجۃ الوداع کے تاریخی موقع پر اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو آخری پیغام بھیجا۔ ''اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ'' ''محبوب آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین مکمل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت تمام کر دی''۔

اگر دین محض عبادات و ریاضات کی ادائیگی اور تکمیل کا نام ہوتا تو اللہ تعالیٰ یہ آیۂ مبارکہ فتح مکہ کے بعد نہ اتارتے اور نہ ہی اس سیاسی غلبہ وتفوق کو اتمام نعمت سے تعبیر فرماتے۔ یہی دراصل مصطفوی انقلاب تھا۔ اسی غیر معمولی انقلاب کے حقیقی اثرات، کردار، عمل، یقین اور ایمان کی صورت میں جب پھیلے تو اسلام عالمی قوت بن کر ابھرا اور دیکھتے ہی دیکھتے اس نے قیصر وکسریٰ کی سپر طاقتوں کو اپنے قدموں میں سرنگوں کردیا۔

جمہوریت وشورائیت کا بادشاہت میں بدلنا

حضور ﷺ کی قائم کردہ اسی ریاست کی بنیادوں کو خلفائے راشدین نے اپنی بہترین صلاحیتوں کے ساتھ مضبوط کیا لیکن اسلامی تاریخ کا سب سے بڑا المیہ یہ ہے کہ نبی اکرم ﷺ اور خلفائے راشدین کی شبانہ روز محنت اور قربانی سے تیار کی گئی دنیا کی یہ پہلی بڑی فلاحی ریاست نصف صدی بعد ہی بادشاہت میں بدل دی گئی۔ اس سے پہلے کہ شاہان وقت اس ریاست کے ذریعے فیضان رسالت مآب ﷺ کے علمی، سیاسی اور فلاحی شعور سے اکتساب فیض کرتے یہاں بھی روایتی مطلق العنان حکمرانوں نے شب خون مار کر پیغمبرانہ مشن کو دنیا میں پھیلنے سے خود ہی روک دیا۔

وہ جمہوریت اور شورائیت جو اسلام کی روح رواں تھی، بادشاہت کے ناپاک قدموں نے اسے بری طرح مجروح کیا۔ چاہئے تو یہ تھا کہ تین براعظموں میں پھیلی ہوئی اس فلاحی ریاست کو مزید مستحکم کیا جاتا، عدل و مساوات، قانون کی حکمرانی، علم دوستی، تقویٰ، دیانت اور فلاح انسانیت کے فاروقی عزائم کو مضبوط اداروں کے ذریعے پوری دنیا میں متعارف کیا جاتا تاکہ صدیوں سے ظلم سہنے والی اقوام دین انسانیت کے دامن میں پناہ لیتے لیکن ایسا نہیں ہوسکا۔ اسلامی تحریک اور مصطفوی مشن اگرچہ آج بھی جاری ہے اور قیامت تک جاری رہے گا لیکن اسلامی تاریخ کے (یزید سے لیکر آخری عثمانی بادشاہ تک الاماشاء اللہ) 97 بادشاہوں نے اس کے تار پود بکھیرنے میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھی۔

تاہم اس پورے 14 سو سالہ تاریخی جبر اور پے درپے حملوں کے باوجود اسلام کے موجودہ ڈھانچے کی بقاء کا راز خود اسلام کی حقانیت اور قرآن و حدیث پر عمل کرنے والے بعض نفوس قدسیہ کے اخلاص میں مضمر ہے ورنہ اسلامی ممالک کے حکمران تو انہی بادشاہوں کا تسلسل ہیں اور آج بھی اسلام کے راستے میں سب سے بڑی رکاوٹ یہ خود ہیں۔ میلاد النبی ﷺ کے روز تجدید عہد

کرنے والے ان باشعور اور بااختیار لوگوں کے سامنے آج اقتصادی، سیاسی، نظریاتی، علمی، تہذیبی اور ثقافتی چیلنج سر اٹھائے کھڑے ہیں۔ ان چیلنجز کی گہرائی میں جب ایک نظر دوڑاتے ہیں تو حقائق (Facts & Figures) ہمیں منہ چڑاتے ہوئے نظر آتے ہیں۔

عالمِ اسباب کے تقاضوں کی بجا آوری لازم ہے

یہ عالم اسباب ہے اور موجودہ دور میں وہی قومیں صفحہ ہستی پر عزت و وقار کے ساتھ زندہ رہ سکتی ہیں جو موجودہ دور کے تمام چیلنجز کا جواب دینے کے لئے ہر شعبہ میں مضبوط بنیادوں پر قائم ہیں۔ ہم خود کو اللہ تعالیٰ کی پسندیدہ قوم اور سرور کائنات ﷺ کی امت سمجھتے ہوئے انعامات کا حقدار تو ٹھہراتے ہیں۔لیکن اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول معظم ﷺ کے اصول وضوابط پر عمل کرنے سے کتراتے ہیں۔ ہم میں سے ہر شخص واعظ ہے، ناصح ہے، مفکر اور مربی ہے لیکن ہم میں سے ہر کوئی یہ چاہتا ہے کہ وہ صرف وعظ کرے، نصیحت دے، فکر انڈیلتا رہے اور تربیت کے پلان تیار کرتا رہے، عمل کرنا اس کی ذمہ داری نہیں دوسروں کی ہے۔ ہماری سوسائٹیوں میں عدل وانصاف اور قانون نام کی کوئی چیز موجود نہیں۔۔۔ ہمارے مزاج میں توازن اعتدال اور برداشت جیسی خصوصیات ناپید ہوچکی ہیں۔۔۔ اجتماعی اور قومی مقاصد کی بجائے ہم ذاتی مفادات کی دوڑ میں ادھر ادھر بھاگ رہے ہیں۔ تحمل، تعقل اور تدبر سے عصر جدید کے چیلنج کا مقابلہ اب بھی کیا جاسکتا ہے مگر یہ صفات پیدا کیسے ہوں؟ ہم رک کر ترقی یافتہ فعال اور مضبوط اقوام کی کامیابیوں کا کھوج لگانے اور ان طریقوں پر عمل کئے بغیر ان کی منہ زور طاقت کا مقابلہ کرنے نکل پڑے ہیں تو قدرت کیسے ہمارا ساتھ دے۔

شوق شہادت اور جذبہ جہاد اپنی جگہ درست اور حق سہی لیکن جہاد کی غلط تعبیر کرنا اور اپنوں کو ہی خودکش دھماکوں کی نذر کردینا کہاں کا اسلام ہے؟ اغیار کی کامیابیوں پر کڑھنے اور انہیں صفحہ ہستی سے مٹانے کے نام نہاد، ناقابل عمل اور اسلامی تعلیمات کے بالکل برعکس دعوے کرنے کے بجائے اپنی توانائیاں مثبت طریقوں پر لگانے کی ضرورت ہے۔

غلامیٔ مصطفیٰ ﷺ کے تقاضے

ہمارے سوچنے سمجھنے اور غور کرنے کی بات یہ ہے کہ ہماری زندگیوں میں یہ ماہ میلاد النبی ﷺ جتنی مرتبہ پلٹ کر آیا' کیا ہم نے ایک مرتبہ بھی اس کے دامن میں تشریف لانے والی ہستی نبی اکرم ﷺ کے پیغام پر کان دھرے؟ کیا ہم نے جشن میلاد النبی ﷺ مناتے ہوئے کبھی سوچا کہ آج کے دن پیدا ہونے والے نبی اکرم ﷺ و آخر کا مقصد بعثت کیا تھا؟ انہوں نے زندگی بھر کیا امور سرانجام دیئے اور اس بارے ہم پر کیا فرائض عائد ہوتے ہیں؟ ان کے نام لیوا ہونے کی حیثیت سے ہم نے ان کے پاکیزہ مشن کیلئے کتنی قربانیاں دی ہیں؟

مدنی تاجدار ﷺ جن کا جشنِ ولادت ہم ہر سال عقیدت و محبت اور جوش و جذبہ سے مناتے ہیں، اس لیے کہ ہم ان کے نام لیوا امتی ہیں اور ان کی غلامی اور اتباع کا دم بھرتے ہیں ۔ان کے لائے ہوئے دین کی عظمتوں کو دل سے تسلیم کرتے ہیں اور ان کے درِ اقدس سے ملنے والی ایمان وعمل کی روشنی کو نورِ سرمدی سمجھتے ہیں ۔اس تعلقِ غلامی کا ایک تقاضا یہ ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے اس احسانِ عظیم پر سراپا تشکر و امتنان بن جائیں' یہ خوشی میلاد النبی ﷺ کے ایک دن کیلئے نہیں زندگی کی ہر سانس بھی ان کے نام کر دیں تو بھی حقِ غلامی ادا نہیں ہوسکتا!

نباتات و جمادات میں احساس وادارک کی صفت نہیں ہوتی لیکن حضور ﷺ سے تعلق اتنی بڑی حیران کن طاقت (Force) ہے کہ وہ خشک تنے کو ہوش و خرد اور احساس وادراک ہی نہیں محبت و عشق کے

جذبے سے بھی نواز دیتی ہے اور ایک طرف ہم ہیں کہ تمام تر قلبی ذہنی اور حسی صلاحیتیں رکھتے ہوئے بھی بے حس، بے کیف اور محروم ہیں۔ کیا ہم ان پتھروں سے بھی زیادہ سخت ہوگئے ہیں جو قربتِ مصطفیٰ ﷺ سے فیض پاکر حیات جاوید کے مستحق ٹھہرے۔ مگر ہم تو حضور ﷺ کے ماننے والے، آپ پر ایمان کے دعویدار اور آپ ﷺ کی اطاعت و اتباع کا دم بھرنے والے ہیں۔ آج کیوں ہم اپنے رب تعالیٰ سے اپنے رسول ﷺ سے اور اپنی عاقبت سے بے خبر ہیں۔ ہمارے سینوں کے اندر دل دھڑکتے ضرور ہیں لیکن ان دھڑکنوں میں فانی دنیا کی محبتیں رچ بس گئی ہیں۔ دل کی تختیاں غفلت اور شامتِ اعمال سے سیاہ ہو چکی ہیں۔ یہی سیاہی ہماری بے چینی اور اضطراب کا سبب ہے۔ نہ ہمیں اپنے گھر میں سکون، نہ ہمارے معاشرے امن کے امین، نہ ملکی اور قومی سطح پر استحکام اور نہ اقوامِ عالم میں ہمارا کوئی وقار۔ جو نبی شجر، حجر، چرند، پرند سب کے لئے رحمت بن کر آئے ان کی مسندِ علم وعظ پر بیٹھنے والوں سے آج انسان بھی خائف ہیں۔ یہ قتل و غارت گری، مار دھاڑ اور خون خرابے اسی رسولِ رحمت ﷺ کے ماننے والوں کے ہاتھوں ہو رہے ہیں۔ دنیا میں امن تقسیم کرنے والوں کی پیشانی پر آج دہشت گردی کا بدنما داغ لگ چکا ہے۔

یومِ میلاد تو انسانیت کیلئے یومِ نجات تھا۔ ظلم و جبر سے نجات، شیطانی حربوں اور جھوٹی خدائی سے نجات، ناانصافی سے جھوٹ فریب اور تمام غیر عادلانہ رویوں اور غیر انسانی اعمال و افکار سے نجات۔ لیکن اس امت کو کیا ہوا کہ اس نجات دہندہ پیغمبرِ انسانیت ﷺ کے واضح احکامات، آپ ﷺ کے اسوۂ حسنہ، آپ کی پاکیزہ تعلیمات اور بے مثل قیادت کے باوجود زمانے بھر کے دکھ درد اور غم و آلام اس کا مقدر ہیں۔

میلاد النبی ﷺ کی اس صبح سعادت سے آج تک تقریباً ساڑھے چودہ سو سال سے زائد کا طویل عرصہ بیت چکا ہے۔ آپ ﷺ کے نام لیوا ہر سال اس صبح سعید کا استقبال حتی المقدور جذبۂ ایمانی اور ملی جوش وخروش سے کرتے آئے ہیں۔ یوم میلاد کو کماحقہ منانے کیلئے اس سے لاکھوں درجے جوش و جذبہ، جشن، تقریبات اور جلوس وغیرہ کا اہتمام ہونا چاہئے کیونکہ یہ دن امت محمدیہ ﷺ کیلئے سال بھر میں افضل ترین دن ہے۔ اسے شایانِ شان طریقے سے منانے کیلئے جتنی کوشش، محنت اور جانی و مالی قربانی ہوسکے کرنی عین تقاضائے ایمان ہے لیکن اس دن کا دوسرا تقاضا یہ ہے کہ ایک زندہ و باشعور امت ہونے کے ناطے ہم اس دن کو بطور عید منانے کے ساتھ ساتھ یوم تجدیدِ عہد کے طور پر بھی منائیں۔

آیئے! اپنے اپنے اداروں، گھروں، محلوں اور حلقہ ہائے اثر میں سیرت و سنت نبوی ﷺ کے اس آفاقی پیغام پر غور و فکر کی دعوت دیں لیکن ایک مرتبہ پھر اپنے ذاتی کردار کو سیرت النبی ﷺ کے آئینے کے سامنے رکھ کر ضرور دیکھ لیں۔

❁❁❁❁❁

ضرورت برائے سٹاف

مرکز پر سیکیورٹی گارڈز، ڈرائیورز، نائب قاصدین اور خاکروب کی آسامیاں خالی ہیں۔ خواہش مند حضرات فوری رابطہ کریں۔ فیلڈ سے تشریف لانے والے احباب مقامی تنظیم TMQ اور متعلقہ تھانے سے Verification رپورٹ ہمراہ لائیں۔ معقول اعزازیہ، رہائش اور ظہرانہ کی سہولت دی جائے گی۔

رابطہ: ڈائریکٹر ایڈمن اینڈ ایونٹ مینجمنٹ منہاج القرآن انٹرنیشنل لاہور فون: 042-111-140-140 Ext#224,256

شانِ مصطفیٰ ﷺ کے بے مثل ہونے کا عظیم مظہر

درود و سلام

ڈاکٹر ظہور اللہ الازہری

درود و سلام ایک منفرد وظیفہ، بے مثل عبادت، عظیم الشان دعا اور قطعی القبول عمل ہے۔ یہ قرب خداوندی اور قربِ نبوی ﷺ کے حصول کا بہترین ذریعہ ہے۔ اِرشادِ باری تعالیٰ ہے:

اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ۭ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا.(الأحزاب، ۳۳: ۵۶)

’’بے شک اللہ اور اس کے (سب) فرشتے نبیِ (مکرمّ ﷺ) پر درود بھیجتے رہتے ہیں، اے ایمان والو! تم (بھی) اُن پر درود بھیجا کرو اور خوب سلام بھیجا کرو۔‘‘

لفظ صلوٰۃ کے کئی معانی ہیں جن میں دعا، اِستغفار، رحمت، برکت، اِشاعتِ ذکر جمیل اور نماز زیادہ معروف ہیں۔ لیکن اگر حضور نبی اکرم ﷺ کے لئے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی طرف سے صلوٰۃ آئے تو اس کا معنی ’’نزولِ رحمت‘‘ ہوتا ہے، فرشتوں کی طرف سے ہو تو ’’دعا‘‘ اور اگر اس کا تعلق بندوں سے ہو تو اس کا معنی ’’طلب رحمت‘‘ ہوتا ہے۔

(ابن منظور افریقی، لسان العرب، ۱۴: ۴۶۵)

صلوٰۃ و سلام ایک ایسا محبوب و مقبول عمل ہے جس کی قبولیت ہر شک و شبہ سے بالاتر ہے۔ حتیٰ کہ اگر کوئی فاسق و فاجر، گناہ گار اور معصیت شعار انسان بھی بارگاہِ ربّ العزت میں عرض گزار ہوتا ہے کہ اے بارِ اِلٰہ! اپنے حبیب پر صلوٰۃ بھیج۔ تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اے بندے! میں پہلے ہی صلوٰۃ بھیج رہا ہوں، یہ میری سنت ہے۔ لیکن چونکہ تو نے اپنے لیے کچھ نہیں مانگا، اپنی کسی غرض کو بیچ میں نہیں ڈالا بلکہ صرف میرے حبیب ﷺ پر درود بھیجنے کی بات کی ہے، اس لیے تیری دعا قبول ہے۔ چونکہ دعا سے پہلے ہی اس پر عمل ہو رہا ہوتا ہے، اس لیے درود پڑھنے والا خواہ کتنا ہی گناہ گار کیوں نہ ہو اُس کی دُعا قبول کرلی جاتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ درودِ پاک قطعی القبول ہے اور اس کے مردود و نامنظور ہونے کا رتی بھر بھی امکان نہیں۔

درود پاک کے فضائل کے حوالے سے خود نبی اکرم ﷺ سے بہت سے اِرشادات مروی ہیں جن سے اس عظیم الشان عمل کی اہمیت وفضیلت واضح ہوتی ہے۔

مختلف صیغوں سے صلوٰۃ وسلام پڑھنے کا اِثبات

صلوٰۃ و سلام ہر دور میں اہلِ دل کا معمول رہا ہے اور وہ کثرت سے آپ ﷺ کی بارگاہ میں کثرت سے درود و سلام بھیجتے رہے ہیں۔ کتب احادیث کے ساتھ ساتھ اکابر مشائخ سے بھی درود و سلام کے بے شمار صیغے مروی ہیں جو صدیوں سے اہلِ خیر کا معمول چلے آرہے ہیں۔ بارگاہ رسالت میں مختلف صیغوں اور الفاظ کے ساتھ صلوٰۃ وسلام بھیجنے کی خود حضور نبی اکرم ﷺ نے تلقین فرمائی۔ اس سلسلے میں ذیل میں چند احادیث بطور استدلال پیش کی جارہی ہیں:

☆ حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ہم نے آقا علیہ الصلاۃ والسلام سے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیك وسلم! ہم نے آپ پر سلام بھیجنا تو جان لیا، لیکن آپ پر درود کیسے بھیجیں؟ تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

قُولُوا: اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ، وَبَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ.

''یوں کہو: ''اے اللہ! حضرت محمد ﷺ اور اُن کی آل پر درود بھیج، جیسا کہ تونے حضرت ابراہیم علیہ السلام اور اُن کی آل پر درود بھیجا۔ اور حضرت محمد ﷺ اور اُن کی آل کو برکت عطا فرما، جس طرح تونے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی آل کو برکت عطا فرمائی۔ بے شک تو بہت زیادہ تعریف کیا ہوا اور بزرگی والا ہے۔''

(ترمذی، السنن، أبواب صلوٰۃ، ۲: ۳۵۲، رقم: ۴۸۳)

☆ حضور نبی اکرم ﷺ پر درود وسلام بھیجنے کا طریقہ بیان کرتے ہوئے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

إِذَا صَلَّيْتُمْ عَلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَأَحْسِنُوا الصلوة عَلَيْهِ، فَإِنَّكُمْ لَا تَدْرُونَ لَعَلَّ ذٰلِكَ يُعْرَضُ عَلَيْهِ، قَالَ: فَقَالُوا لَهُ: فَعَلِّمْنَا. قَالَ: قُولُوا: اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ صَلَاتَكَ وَرَحْمَتَكَ وَبَرَكَاتِكَ عَلَى سَيِّدِ الْمُرْسَلِينَ وَإِمَامِ الْمُتَّقِينَ وَخَاتَمِ النَّبِيِّينَ مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُولِكَ إِمَامِ الْخَيْرِ وَقَائِدِ الْخَيْرِ وَرَسُولِ الرَّحْمَةِ، اَللّٰهُمَّ ابْعَثْهُ مَقَامًا مَحْمُودًا يَغْبِطُهُ بِهِ الْأَوَّلُونَ وَالْآخِرُونَ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ، اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ.

(ابن ماجہ، السنن، کتاب إقامۃ الصلاۃ والسنۃ فیھا، ۱: ۲۹۳، رقم: ۹۰۶)

''جب تم حضور نبی اکرم ﷺ پر درود بھیجو تو بڑے احسن انداز میں آپ ﷺ پر درود بھیجو کیونکہ تم نہیں جانتے کہ یہ درود آپ ﷺ پر پیش کیا جاتا ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: آپ ﷺ ہمیں سکھائیں کہ ہم حضور نبی اکرم ﷺ پر درود کیسے بھیجیں؟ انہوں نے فرمایا: یوں کہو: ''اے اللہ! تو اپنا درود، رحمت اور برکتیں رسولوں کے سردار، اہل تقویٰ کے امام اور خاتم الانبیاء حضرت محمد ﷺ کے لیے خاص فرما، (جو) تیرے بندے اور رسول ہیں، جو بھلائی اور خیر کے امام اور قائد اور رسولِ رحمت ہیں۔ اے اللہ! ان کو اس مقام محمود پر پہنچا جس کی خواہش اوّلین اور آخرین سب کرتے ہیں۔ اے اللہ! حضرت محمد ﷺ اور آپ ﷺ کی آل پر درود بھیج، جس طرح تونے حضرت ابراہیم علیہ السلام اور آپ علیہ السلام کی آل پر درود بھیجا، بے شک تو تعریف کیا ہوا اور بزرگی والا ہے۔ اے اللہ! تو حضرت محمد ﷺ اور آپ ﷺ کی آل کو برکت عطا فرما، جس طرح تونے حضرت ابراہیم علیہ السلام اور آپ علیہ السلام کی آل کو برکت عطا فرمائی۔ بے شک تو بہت زیادہ تعریف کیا ہوا اور بزرگی والا ہے۔''

☆ حضرت عقبہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ درود پاک پڑھنے کا طریقہ، خود حضور نبی اکرم ﷺ نے ان الفاظ میں بیان فرمایا: قُولُوا: اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ.

(ابو داؤد، السنن، کتاب الصلاۃ، باب: الصلاۃ علی النبی ﷺ بعد التشھد، ۱: ۲۵۸، رقم: ۹۸۱)

''یوں کہو: اے میرے اللہ! تو درود بھیج اُمی نبی حضرت محمد ﷺ اور آپ ﷺ کی آل پر۔''

☆ امام شافعی نے اپنی کتاب الرسالۃ (ص: ۱۶) میں درج ذیل الفاظ کے ساتھ حضور نبی اکرم ﷺ پر درود ذکر کیا ہے:

صَلَّى اللهُ عَلَى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ كُلَّمَا ذَكَرَهُ الذَّاكِرُونَ، وَغَفَلَ عَنْ ذِكْرِهِ الْغَافِلُونَ، وَصَلَّى عَلَيْهِ فِي الْأَوَّلِينَ وَالْآخِرِينَ أَفْضَلَ وَأَكْثَرَ وَأَزْكَى مَا صَلَّى عَلَى أَحَدٍ مِنْ خَلْقِهِ.

''اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہمارے نبی حضرت محمد ﷺ پر درود نازل فرمائے، جب بھی ذاکرین اس کا ذکر کریں اور جب بھی غافلین اس کے ذکر سے غافل ہوں۔ اور آپ ﷺ پر ایسا افضل، بے حد وحساب اور پاکیزہ ترین

درود نازل فرمائے جو اگلے اور پچھلے لوگوں میں سے کسی پر بھی نازل نہیں کیا گیا۔''

☆ امام ابن جوزی نے اپنی کتاب 'صفة الصفوة (۲: ۲۵۷)' میں اس درود سے متعلق حضرت ابو بیان الاصبہانی کا ایک بڑا دل چسپ خواب ذکر کیا ہے۔ ابو بیان کہتے ہیں کہ میں نے حضور نبی اکرم ﷺ کو خواب میں دیکھا تو آپ ﷺ سے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم: محمد بن ادریس الشافعی کو بھی آپ صلی اللہ علیک وسلم نے کسی خصوصی انعام سے نوازا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں، میں نے اللہ تبارک وتعالیٰ سے عرض کیا کہ شافعی کا حساب وکتاب نہ لے۔ ابو بیان کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم: وہ کس وجہ سے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کیوں کہ وہ مجھ پر ایک ایسا درود بھیجتا تھا جیسا کسی اور نے نہیں بھیجا۔ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم: وہ درود کیا ہے؟ تو آپ ﷺ نے مذکورہ الفاظ ارشاد فرمائے اور فرمایا: وہ ان الفاظ کے ساتھ مجھ پر درود بھیجتا تھا۔

☆ ابن عدی نے حضرت علی ؓ سے اور ابو داؤد، ابن مردویہ اور بیہقی نے حضرت ابو ہریرہ ؓ سے نقل کیا ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جسے یہ امر خوشی و مسرت عطا کرے کہ اسے ہم اہل بیت پر درود وصلوٰۃ بھیجتے وقت کامل و اکمل پیمانہ کے ساتھ پوری پوری جزاء دی جائے تو اُسے چاہیے کہ وہ یوں کہے:

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ صَلَوَاتِکَ وَرَحْمَتَکَ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّأَزْوَاجِهٖ وَذُرِّيَّتِهٖ وَأُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِيْنَ، کَمَا صَلَّيْتَ عَلٰی إِبْرَاهِيْمَ إِنَّکَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ.

(ابو داؤد، السنن، کتاب صلوٰۃ، ۱: ۲۵۸، رقم: ۹۸۲)

''اے اللہ! حضرت محمد ﷺ، آپ ﷺ کی اَزواجِ مطہرات، آپ ﷺ کی ذُرّیت اور اُمہات المومنین پر صلاۃ نازل فرما، جس طرح تو نے ابراہیم علیہ السلام پر صلوٰۃ بھیجا۔ بے شک تو بہت زیادہ تعریف کیا گیا اور بزرگی والا ہے۔''

صحابہ کرام ؓ، تابعین اور ائمہ اسلاف کا قول

اور عمل اسی امر پر دلالت کرتا ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ پر صلوٰۃ بھیجنے میں الفاظ اور صیغے مخصوص نہیں بلکہ جس کو اللہ تعالیٰ نے فصاحت وبلاغت سے نوازا ہو، اور وہ معانی ومطالب کو صحیح اور صریح عبارات سے ادا کر سکتا ہو، جو آقائے دو جہاں ﷺ کے کمالِ شرف اور عظمت وحرمت پر مشتمل ہوں، تو اسے یہ حق حاصل ہے کہ وہ اپنی طرف سے خوبصورت الفاظ میں درود شریف پیش کر سکتا ہے۔ جیسا کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود ؓ کی مذکورہ روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ عمدہ الفاظ و اسلوب میں آپ ﷺ پر درود بھیجو اور پھر ابن مسعود ؓ نے خود خوبصورت اور عمدہ الفاظ میں درود پڑھ کر سنایا۔

مختلف صیغہ ہائے درود پر اِجماعِ اُمت

گزشتہ بحث سے یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچی کہ صحابہ کرام ؓ اور اَسلاف جب بھی حضور نبی اکرم ﷺ کا اسم گرامی لکھتے یا بیان کرتے تو اس میں ''صَلَّی اللهُ عَلَيْکَ'' یا اس کے ہم معنی الفاظ تحریراً وتقریراً استعمال کرتے۔ اگر ہم ائمہ سلف کی کتابوں کو دیکھیں تو ان میں مختلف طریقوں سے مختصر درود و سلام ''ﷺ'' آج تک مروج ومتداول ہے۔ پس اس سے یہ نتیجہ نکلا کہ:

(۱) درود شریف کے لیے ایسے مخصوص الفاظ نہیں کہ ان کے سوا باقی الفاظ میں درود شریف لکھا یا پڑھا نہ جا سکے۔ اس لیے ہر دور میں حسین و جمیل الفاظ میں درود شریف پڑھا اور لکھا جا سکتا ہے۔

(۲) درود ابراہیمی کی افضلیت نماز میں ہے، نماز کے علاوہ بارگاہِ رسالت مآب ﷺ میں مختلف الفاظ اور صیغوں سے بھی درود وسلام پیش کیا جا سکتا ہے۔

صحابہ کرام، تابعین اور تبع تابعین کے عہد

سے آج تک مختصر ترین درود و سلام ''ﷺ'' پر بھی عمل چلا آرہا ہے۔ اس کے علاوہ بھی سید دوعالم ﷺ سے مختلف صیغے مروی و منقول ہیں۔ صحابہ کرام ؓ اپنے طور پر بھی مختلف انداز سے درود و سلام پڑھتے اور پڑھنے کا حکم بھی دیتے رہے۔

مشائخ کرام نے درود و سلام کے مختلف الفاظ اور صیغوں پر مشتمل کتب تصنیف فرمائیں اور سلاسلِ اَربعہ اور دیگر سلاسلِ طریقت میں ان کا پڑھنا آج تک مروّج، معمول اور معروف ہے۔ ان میں امام ابن فارس لغوی کی **فضل الصلاة على النبي** ﷺ ---علامہ ابن القیم الجوزیہ کی **جلاء الأفهام** ---امام جزولی کی **دلائل الخيرات** ---امام یعقوب فیروز آبادی کی **الصلات والبُشر في الصلاة على خير البَشَر** ﷺ--- امام سخاوی کی **الحرز المنيع** اور **القول البديع في الصلاة على الحبيب الشفيع** ﷺ--- امام ابن حجر ہیتمی مکی کی **الدر المنضود في فضل الصلوة والسلام على صاحب المقام المحمود** ﷺ--- اور امام نبہانی کی **سعادة الدارين** مختلف صیغوں میں درود و سلام کے حوالے سے زیادہ معروف ہیں۔

☆ علامہ اسماعیل حقیؒ درود کے مختلف صیغوں اور الفاظ میں کثرت کے بارے میں بیان فرماتے ہیں:

''جان لیجیے کہ درود و صلوات کی چار ہزار اَنواع و اقسام ہیں اور شیخ سعد الدین محمد حموی قدس سرہٗ سے منقول ایک روایت کے مطابق بارہ ہزار اقسام ہیں۔ ان میں سے ہر ایک درود، شرق و غرب کے اَخیار و اَصفیاء اور کاملین کی ایک جماعت کا مختار ہے، جس کی بنائے اختیار، اس درود و صلوٰۃ کی بدولت، ان کے اور نبی الانبیاء ﷺ کے درمیان قائم ہونے والے ربط اور روحانی تعلق پر ہے، ان خواص اور منفعتوں کی بنیاد پر جو انہیں ان درودوں اور صلوات میں معلوم ہوئیں۔''

(إسماعيل حقي، روح البيان، ۷: ۲۳۳)

درود و سلام پر مستقلاً لکھی جانے والی کتب

مذکورہ بالا احادیث مبارکہ اور اقوال و آثار کی روشنی میں یہ حقیقت واضح ہوگئی ہے کہ مختلف صیغوں اور الفاظ کے ساتھ درود و سلام خود حضور نبی اکرم ﷺ سے ثابت ہے اور یہ سلف صالحین کا معمول رہا ہے۔ اِس اَمر میں صحابہ کرام ؓ، تابعین اور اَئمہ سلف میں کبھی کوئی اختلاف نہیں رہا۔ یہاں تک کہ امام شافعی، ابن ابی الدنیا، ابن اسحاق اَزدی، سیدنا الشیخ عبدالقادر جیلانی، امام نووی، علامہ ابن القیم الجوزیہ، حافظ ابن حجر عسقلانی، امام سخاوی، امام ابن حجر ہیتمی مکی، علامہ یوسف بن اسماعیل نبہانی اور بے شمار دیگر ائمہ کرام نے اپنی کتابوں میں مختلف صیغوں کے ساتھ لاتعداد درود و سلام درج کیے ہیں۔

درود و سلام سے متعلق عرب و عجم کے ائمہ محدثین، علمائے کرام اور دیگر صلحائے امت نے مستقلاً ضخیم کتابیں مرتب کی ہیں۔ ان کتابوں میں درود شریف کو مختلف الفاظ اور صیغوں کے ساتھ لکھا اور جمع کیا اور پھر ان کو وظائف کے طور پر اپنا معمول بنایا جس سے بہت سی خیر و برکات حاصل ہوئیں۔ ان میں سب سے زیادہ مقبولیت امام جزولیؒ کی مرتب کردہ کتاب ''دلائل الخیرات'' کو ملی۔ دلائل الخیرات عرصہ دراز سے صوفیاء کرامؒ اور صلحائے امت کا معمول رہی ہے۔ آپؒ نے اس کتاب میں مشہور امام ابن ابی الدنیا، ابن اسحاق الازدی، امام شافعی، سیدنا الشیخ عبدالقادر جیلانی اور دیگر ائمہ سلف کے بیان کردہ صیغہ ہائے درود کو بھی جمع کیا ہے۔

مختلف زبانوں میں اس موضوع پر لکھی جانے والی دیگر کتب کی تعداد حیطہ شمار سے باہر ہے۔ دنیائے عرب و عجم میں صلوٰۃ و سلام سے متعلق بے شمار کتب لکھی گئیں۔ اس سعادت سے بہرہ ور ہونے والے ائمہ کرام میں **إسماعيل بن إسحاق الأزدي (م۲۸۲ھ)، أبي القاسم عليّ بن أحمد الكوفي (م۳۵۲ھ)، الشيخ محيي الدين عبد**

القادر الجيلاني (م ۵۶۱ھ)، جبر بن محمد القرطبي (م ۶۱۵ھ)، أبي عبد الله محمد بن عبد الرحمن الجزولي (م ۸۷۰ھ)، امام جلال الدين السيوطي (م ۹۱۱ھ)، إمام قسطلاني الشافعي (م ۹۲۳ھ)، إمام ابن حجر الهيتمي (م ۹۷۴ھ)، عبد الرحمن بن أحمد السخاوي (م ۱۱۲۳ھ)، امام الشوكاني (م ۱۲۵۰ھ)، محمد معروف بن مصطفى البرزنجي (م ۱۲۵۴ھ)، علامة محمد يوسف بن إسماعيل النبهاني (م ۱۳۵۰ھ) نمایاں ہیں۔

بعد ازاں ان ائمہ میں سے کئی ائمہ کی اہم کتب کی کئی کئی شروحات بھی لکھی گئیں۔ مثلاً دلائل الخیرات ہی کو لیں تو اس کی شروحات میں محمد المھدی الفاسی مالکی کی مطالع المسرات بجلاء دلائل الخيرات ۔۔۔ شیخ سلیمان الجمل الشافعی کی المنح الإلهيات في شرح دلائل الخيرات ۔۔۔ اور شیخ حسن العدوی المالکی کی أفضل الصلوات على سيد السادات ۔۔۔ جیسی معروف شروح کے نام آتے ہیں۔

دَلَائِلُ الْبَرَكَاتِ فِي التَّحِيَّاتِ وَالصَّلَوَاتِ

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری نے بھی اسلاف کی اسی روایت کو آگے بڑھاتے ہوئے درودوسلام پر ’دَلَائِلُ الْبَرَكَاتِ فِي التَّحِيَّاتِ وَالصَّلَوَاتِ‘ کے عنوان سے حبیبِ خدا، تاجدارِ کائنات، رحمۃ للعالمین حضور نبی اکرم ﷺ کی بارگاہ میں اپنی محبت کا نذرانہ پیش کیا ہے جس کی بارگاہِ ناز کا درود گذار خود خدا بھی ہے اور اس کے فرشتے بھی۔

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری نے درود و سلام کے ترانوں سے امت کے دلوں کی ویران بستیوں کو سرسبز وشاداب کرنے کا بیڑا اٹھایا اور ’دَلَائِلُ الْبَرَكَاتِ فِي التَّحِيَّاتِ وَالصَّلَوَاتِ‘ کی صورت میں مختلف صیغوں اور اسالیب سے آقا علیہ الصلوۃ والسلام پر درود وسلام بھیجنے کی سُنتِ اَسلاف کو پھر سے زندہ کیا۔ آقائے دوجہاں ﷺ کی بارگاہ میں درود و سلام کا یہ دل نشین انداز اپنے اندر نہ صرف عاشقانہ تڑپ، شاعرانہ اثر انگیزی اور دل برانہ کیف وسرور لیے ہوئے ہے بلکہ علم ومعرفت کا ایک نیا جہان بھی آباد کرتا ہے۔

بہت سے صیغوں اور اَسالیب کے ساتھ چالیس منازِل میں منقسم ’دَلَائِلُ الْبَرَكَاتِ فِي التَّحِيَّاتِ وَالصَّلَوَاتِ‘ اپنے دامن میں اڑھائی ہزار کے قریب درود پاک کے جواہر سمیٹے ہوئے ہے۔ اِس کتاب کو دس بڑے اَحزاب اور چالیس ذیلی منزلوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ یعنی ہر حزب کی چار منزلیں بنا دی گئی ہیں اور ہر منزل ۶۰ سے ۶۵ درودوں پر مشتمل ہے۔

حضرت شیخ الاسلام دامت برکاتھم نے یہ کتاب اِبتداءً عربی زبان میں مرتب فرمائی تھی۔ بعد ازاں اِسے اردو ترجمہ کے ساتھ بھی شائع کیا گیا۔ اِس کی قبولیت اور مقبولیت کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ مختصر عرصے میں اس کے کئی ایڈیشن طبع ہو چکے ہیں۔ اِس کتاب کو صرف بطور وظیفہ ہی نہیں پڑھا گیا بلکہ عرب دنیا کے شیوخ و محققین اور علماء کرام میں بھی اِسے بہت پذیرائی ملی ہے۔ یہ کتاب عربی زبان و ادب اور بلاغت و سلاست کا عظیم مرقع بھی ہے اور محبت وعشقِ رسول ﷺ سے لبریز خزانہ بھی۔

حضرت شیخ الاسلام دامت برکاتھم نے ربط رِسالت کی بحالی اور مضبوطی کے لیے اُمتِ مرحومہ کو حدیث مبارکہ اور سیرت و فضائلِ نبوی ﷺ پر ایک سو سے زائد کتب کی فراہمی اور درود پاک پر تقریباً ایک درجن کتب تالیف کی ہیں۔ ان تمام کتب کا بالعموم اور ’دَلَائِلُ الْبَرَكَاتِ فِي التَّحِيَّاتِ وَالصَّلَوَاتِ‘ کے بالخصوص مطالعہ و وظیفہ سے جہاں سالک کو حضور نبی اکرم ﷺ کی محبت اور نسبت نصیب ہوگی وہاں قلب و روح میں آپ ﷺ کا ادب اور تعظیم بھی پیدا ہوگی اور آداب کا لحاظ رکھتے ہوئے بلاناغہ، ذوق وشوق سے، اس وظیفہ کا معمول بنائے رکھنے سے حضور نبی اکرم ﷺ کی زیارت کا شرف بھی نصیب ہوگا۔ ❁❁❁❁❁

شانِ مصطفیٰ ﷺ اور شعراءِ اسلام

ڈاکٹر شفاقت علی بغدادی الازہری☆

دین اسلام کے آغاز سے ہی نبئ اسلام ﷺ کے صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نے اپنے محبوب نبی کے ساتھ جس والہانہ و وارفتانہ عشق و محبت کا اظہار فرمایا وہ تاریخ انسانیت میں ایک تابندہ و روشن مثال ہے۔ یہ اظہارِ محبت ایسا چمکتا و دمکتا ستارہ ہے جو سماء آفاق پر ایسے طلوع ہوا کہ جس کو بھلانا اور تاریخ سے منہاء کرنا ناممکن ہے۔

محبت ایسی چیز ہے جو نہ چھپتی ہے اور نہ مخفی رہتی ہے بلکہ محبّ اپنی کیفیت کا اظہار طرح طرح کے طریقوں اور سلیقوں سے کرتا ہے اور حال یہ ہوتا ہے کہ محبوب کی ذات عاشق کی آنکھوں سے ایک لمحہ بھی اوجھل نہیں ہوتی بلکہ اس کے اذہان و دماغ میں محبوب کی ذات اور اس کی ہر ادا ثبت ہوکر رہ جاتی ہے۔ پھر عاشق اپنی اس کیفیت کا والہانہ اظہار اپنے افعال سے یا زبان سے کرتا ہے۔

مدح مصطفیٰ ﷺ وہ باب ہے جس کا مصدر خود ذات باری تعالیٰ ہے جس نے اپنے محبوب نبی ﷺ کی شان وعظمت کو اپنے الہامی کلام میں نہ صرف خود بارہا دفعہ ذکر فرمایا بلکہ آقا علیہ الصلوۃ والسلام کی ثناء وتعریف، ادب مصطفیٰ ﷺ، توقیر مصطفیٰ ﷺ، اپنے جان و مال اور عزت و آبرو کو آقا ﷺ پر قربان کرنے کی تعلیم بھی دی ہے۔ صحابہ کرامؓ نے تعلیمات الٰہیہ کو عملی جامہ پہنانے میں کوئی کسر نہ چھوڑی اور آپ ﷺ کی عزت و آبرو کی حفاظت اپنی جانوں اور مالوں سے بڑھ کر کی۔ ہر محاذ پر جانثارانہ مثالیں پیش کیں۔ انسانی عقل جانثاری وجہی تعلق کی ان مثالوں پر آج تک حیران ہے۔ مگر خاص بات یہ ہے کہ ان عشاق مصطفیٰ ﷺ کو تائید الٰہی حاصل تھی اور درحقیقت یہ اللہ کی مدد و نصرت کے مظاہر تھے جو ان کے ہاتھوں ظہور پذیر ہورہے تھے۔

شعراء نے ثنائے مصطفیٰ اور مدحت مصطفیٰ ﷺ کا جو موضوع باندھا ہے، وہ انمول و نایاب، مضبوط و پائیدار بنیادوں پر مبنی ہے۔ اس کے اہم ارکان آقا ﷺ کے حسن و جمال، حسب و نسب اور عظمت و شرف کے مظاہر کے بیان ہیں۔ نیز خود آقائے کائنات ﷺ نے حکم دیا کہ اے فلاں اس بات کا رد کرو اور جواب دو جیسے حضرت حسان بن ثابت، حضرت کعب اور حضرت عبداللہ بن رواحہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ کافروں اور منافقوں کے اعتراضات وطعن کا جواب دو۔ ان اصحاب کو حضور نبی اکرم ﷺ نے یہ حکم دیتے ہوئے خصوصی دعا سے بھی نوازا، جس کی برکت سے انہوں نے ثنائے مصطفیٰ میں کمال جوہر دکھائے۔ ذیل میں چند شعراء اسلام کے کلام پیش کئے جارہے ہیں:

حضرت حسان بن ثابتؓ

حضرت امام محمد بن سیرین بیان کرتے ہیں کہ مشرکین کے تین آدمیوں عمرو بن العاص، عبداللہ بن زمعری اور ابوسفیان نے حضور نبی اکرم ﷺ کی ہجو کی تو

☆ اسسٹنٹ پروفیسر منہاج یونیورسٹی لاہور sadaliwaag@gmail.com

مہاجرین نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! آپ حضرت علیؓ کو حکم کیوں نہیں دیتے کہ وہ ہماری طرف سے ان مشرکین کی مذمت کریں؟ حضور نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ علی اس کام کے لئے موزوں نہیں ہیں۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: جب ایک قوم نے اللہ کے رسول کی اپنے ہاتھوں اور اسلحہ سے مدد کی ہے تو وہ اپنی زبانوں سے بھی مدد کرنے کے زیادہ حقدار ہیں۔

انصار نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ کی مراد ہم انصار ہیں۔ (جب جواب ملا) تو وہ حضرت حسان بن ثابتؓ کے پاس گئے اور سارا ماجرا بیان کیا۔ وہ آگے بڑھے اور حضور نبی اکرم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: اس ذات کی قسم جس نے آپ ﷺ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا ہے مجھے یہ پسند نہیں کہ مجھے میرے قول کے بدلے صنعا اور بصری کے مابین پائی جانے والی دولت ملے۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تم ہی اس کام کے لئے موزوں ہو۔ حضرت حسان نے عرض کی کہ مجھے قریش کے بارے میں علم نہیں ہے۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے حضرت ابوبکرؓ کو ارشاد فرمایا: اے ابوبکرؓ! حسانؓ کو قریش کے بارے میں بتادو یعنی ان کی خامیوں اور خرابیوں کے بارے میں اسے آگاہ کردو۔

اس کے بعد حضرت حسان ثابتؓ نے مشرکین کی مذمت میں اشعار کہے۔

☆ صحیح بخاری شریف کی روایت میں ہے کہ قریظہ کے دن حضور نبی اکرم ﷺ نے حضرت حسان بن ثابتؓ کو حکم فرمایا:

اهج المشركين فان جبريل معك.

''مشرکین کی ہجو کرو، جبریلؑ بھی تمہارے ساتھ ہیں''۔

حضرت حسان بن ثابتؓ نے آقا ﷺ کے حکم کی تعمیل فرمائی اور مدح مصطفیٰ ﷺ کے ذریعے شانِ مصطفیٰ کا دفاع یوں فرمایا:

هجوت محمدا فاجبت عنه
وعند الله فی ذاک الجزاء

''تم نے محمد مصطفیٰ ﷺ کی ہجو کی، پس میں نے آپ ﷺ کی طرف سے جواب دیا ہے اور اس کی حقیقی جزاء اللہ تعالیٰ کے پاس ہے''۔

هجوت محمدا براً حنیفاً
رسول الله شیمته الوفاء

''تم نے محمد مصطفیٰ ﷺ کی ہجو کی، جو نیک اور ادیان باطلہ سے دور رہنے والے ہیں، وہ اللہ کے سچے رسول ﷺ ہیں اور ان کی خصلت وفا ہے''۔

فان ابی و والده وعرضی
لعرض محمد منکم وقاء

''بلاشبہ میرا باپ، میرے دادا اور میری عزت محمد مصطفیٰ ﷺ کی عزت و ناموس کی حفاظت کے لئے تمہارے سامنے ڈھال ہے''۔

حضرت حسان بن ثابتؓ نے اِن اشعار میں مخالف کو اپنے عقیدہ اور اس کے عقیدہ میں فرق بیان کرتے ہوئے کہا کہ تو نے تو دنیاوی مال و دولت اور انعام و اکرام کے لالچ و طمع میں آکر اس عظیم ہستی کی شانِ علو میں زبان درازی کی ہمت کی ہے مگر سن ہم عاشق مصطفیٰ دنیا کی مال و متاع سے ماوراء و بالا ہوکر آپ کی مدح و ثنا کرتے ہیں۔ ہمیں تو صرف آقا ﷺ کے نوری مکھڑے کی ایک مسکراہٹ کی طلب ہے اور ہم اپنے محبوب آقا ﷺ کے محبوب چہرے پر مخالفین کی وجہ سے آنے والے ناگواری اور ناراضگی کے آثار قبول نہیں کرتے بلکہ آقا ﷺ کی خوشی و مسرت کے لئے ہم اپنا سب کچھ لٹا سکتے ہیں۔

آپ ﷺ کی تمام انبیاء میں بزرگی اور شان ختم نبوت کے حوالہ سے حضرت حسان بن ثابتؓ نے یہ ابیات ارشاد فرمائے:

شھـدت بــاذن الـلــه ان مـحــمــداً

رسـول الـذی فـوق الـسـمـاوات مـن عـل

''میں اللہ تعالیٰ کے اذن سے گواہی دیتا ہوں کہ محمد مصطفیٰ اللہ تعالیٰ کے ایسے برگزیدہ رسول ہیں کہ جن کا مقام ومرتبہ آسمانوں سے بھی بلند ہے''۔

وان ابــا یـحـیـیٰ ویـحـیـیٰ کـلاهـمـا

لـــه عــمــل فـــی دیـنـــه مـتـقـبـل

وان اخــا الاحـقــاف اذا قــام فیهـم

یـقـول بـذات الـلــه فیهـم ویـعـدل

''اور بلاشبہ ابو یحییٰ (یعنی حضرت زکریا علیہ السلام) اور حضرت یحییٰ علیہ السلام دونوں اپنے دین میں قبول کئے گئے ہیں۔ اور جب حضرت ہود علیہ السلام اپنی قوم میں کھڑے ہوئے تو فرماتے ہیں: اللہ کی قسم وہ (نبی آخرالزماں) ان میں ہی ہیں''۔

جب حضور نبی اکرم ﷺ نے حضرت حسانؓ کے یہ ابیات سنے تو آپ ﷺ نے حسانؓ کے اس قول پر مہر ثبت فرمائی اور فرمایا ہاں، وہ آخری نبی میں ہی ہوں۔

حضرت کعب بن مالکؓ

حضرت کعبؓ اسلام کے عظیم شاعر تھے جن کی شاعری میں وہ تاثیر تھی کہ تلوار سے زیادہ سخت اور تیروں سے زیادہ مضبوط تھی۔ کتب تاریخ وسیر میں آپؓ کی شاعری سے اسلام کو جو تقویت ملی اس کے تذکرے ملتے ہیں۔

حضرت ابن سیرین فرماتے ہیں مجھے بتایا گیا کہ قبیلہ دوس حضرت کعبؓ کے ان اشعار کی وجہ سے اسلام لے آیا:

قـضـیـنـــا مـــن تهـامـة کـل ریــب

وخـیـبــر ثـــم اجـــمــعـــنـا الـسـیـوفـا

نـخـیــرهـــا ولــو نـطـقــت لـقـالـت

قـــواطـعـهـــن دوســـااو ثـــقـیـفـــا

''ہم نے تہامہ اور خیبر سے ہر شک کو دور کر دیا، پھر ہم نے تلواریں جمع کیں۔ ہم نے تلواروں کو اختیار دیا اگر وہ بول سکتیں تو بلاشبہ یہ کہتیں کہ ان کی کاٹ قبیلہ دوس اور قبیلہ ثقیف ہیں۔

ان اشعار کے بارے راوی بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے، یہ اشعار ان کفار پر تیروں کے اثر انداز ہونے سے بھی زیادہ اثر رکھتے ہیں۔

☆ ایک دفعہ حضرت کعبؓ نے شعر کہنے کی اجازت طلب کی۔ آپ ﷺ نے فرمایا تو وہی ہے جس نے ھمت والا شعر کہا ہے۔ آپؓ نے عرض کی: جی ہاں! وہ شعر یہ ہے:

هـــمـــت سـخـیـنـة ان تـغـالــب ربهـا

فـلـیـغـلـبـن مـغـالـب الـغـلاب

''قبیلہ سخینہ نے ارادہ کیا کہ وہ اپنے مربی پر غلبہ پالیں، پس چاہئے کہ بہت زیادہ غلبہ پانے والا شخص ہر مغلوب جگہ پر غالب آجائے''۔

حضرت عبداللہ بن رواحہؓ

حضرت عبداللہ بن رواحہؓ عظیم صحابی تھے جو کفار پر کفر کا عیب لگا کر اشعار کہتے تھے اور انہیں کفر کے ساتھ منسوب کرتے تھے کیونکہ وہ جانتے تھے کہ ان کے ہاں کفر سے بڑھ کر کوئی چیز بری نہ تھی۔ علاوہ ازیں حضرت عبداللہ بن رواحہ نے حضور نبی اکرم ﷺ کے حسن وجمال کو بہت ہی خوبصورت انداز میں یوں بیان کیا ہے:

فثبـت الـلـــه مـــا اعـطــاک مـن حـسـن

تثبیـت مـوسـیٰ و نـصـرا مثل مـا نصـروا

''پس اللہ رب العزت نے جو آپ ﷺ کو حسن و جمال عطا کیا ہے وہ اسے ایسے سلامت رکھے جیسے اس نے حضرت موسیٰ کے حسن کو سلامت رکھا۔ وہ آپ ﷺ کی مدد فرمائے جسے اس نے ان کی مدد فرمائی''۔

حضرت کعب بن زہیرؓ

قبول اسلام سے قبل حضرت کعب بن زہیر سے بارگاہ نبوی ﷺ میں بے ادبی سرزد ہوئی، جب اس کی خبر حضور ﷺ کو پہنچی تو آپ نے کعب کے سر کی قیمت مقرر کردی۔ بعد ازاں کعب کو اس صورتحال کا علم ہوا تو تائب ہوکر بارگاہ میں حاضر خدمت ہوکر یوں معافی طلب کی۔

انبئت ان رسول اللہ اوعدنی
والعفو عند رسول اللہ مامول
مھلا ھداک الذی اعطاک نافلۃ انی
قرآن فیھا مواعیظ وتفصیل

”مجھے خبر ملی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے سزا کا مستحق قرار دیا ہے جبکہ رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں ہی معافی کی امید کی جاتی ہے۔ ٹھہریئے (میرے ساتھ نرمی برتیں) اس ذات کے واسطے جس نے آپ کو قرآن کا تحفہ دیا ہے جو نصائح اور تفصیل پر مشتمل ہے“۔

پھر حضرت کعب بن زہیر نے آقا ﷺ کی نورانیت کا تذکرہ کیا:

ان الرسول لنور یستضاء بہ
مھند من سیوف اللہ مسلول

”بے شک رسول اللہ نور ہیں اور آپ ﷺ سے نور طلب بھی کیا جاتا ہے۔ آپ ﷺ پختہ ہندی تلوار کی طرح اللہ کی تیز دھار تلواروں میں سے مضبوط تلوار ہیں۔

حضرت امام بوصیریؒ

حضرت امام بوصیری نے حضور نبی اکرم ﷺ کی مدح سرائی کیلئے ایک پُر وقار اور عظیم ادبی اسلوب کو اپنایا ہے۔ جس میں انہوں نے آپ ﷺ کے اخلاقِ حمیدہ، خصائلِ شریفہ، شمائلِ مبارکہ اور خصائصِ عظیمہ کو نعتیہ پیرائے میں پیش کرنے کے علاوہ آقا ﷺ کے معمولاتِ جمیلہ اور عاداتِ مبارکہ کو بھی صفحہ قرطاس کے سینے میں شعروں کی لڑیوں کی صورت میں فنی و ادبی اسالیب میں پرویا ہے۔ ان عظیم تعبیرات سے آپ کی علمی ثقاہت اور ادبی نظم کی جھلکیاں تابندہ و روشن ستاروں کی مانند پے در پے قاری کے نصیب میں آتی ہیں۔ ذیل میں قصیدہ بردہ شریف سے کچھ اشعار درج کئے جارہے ہیں:

۱. ابان مولدہ عن طیب عنصرہ
یا طیب مبتدا منہ ومختتم

”آپ ﷺ کی ولادت باسعادت نے آپ کے جسد اقدس کی پاکی واضح کردی ہے۔ سبحان اللہ ہر پاکی کی ابتدا اور انتہا آپ ﷺ کے وجود مسعود سے ہوتی ہے“۔

۲. مُحَمَّدٌ سَيِّدُ الْكَوْنَيْنِ وَالثَّقَلَيْنِ
وَالْفَرِيْقَيْنِ مِنْ عُرْبٍ وَمِنْ عَجَمِ

”آقا و مولیٰ حضرت محمد ﷺ دونوں جہانوں اور جن و انس کے سردار ہیں۔ اور عرب وعجم کے دونوں گروہوں کے آقا و مولیٰ ہیں۔“

تاجدار کون و مکان کی شان حدود و قیود سے بالا تر ہے۔ آپ ﷺ دنیا میں بھی تمام مخلوقات کے سردار ہیں اور آخرت میں بھی سب کے آقا و مولیٰ ہونگے۔ جنات بھی آپ ﷺ کی نبوت کے دائرہ کار میں ہیں اور انسان بھی آپ ﷺ کے تابع فرمان ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی سیادت کو محدود نہیں رکھا۔ بلکہ جغرافیائی حدود سے نکال کر خطہ عرب میں بسنے والے عرب باسیوں اور عجم میں رہنے والے لوگوں کو سرور کائنات ﷺ کی سرداری کے ماتحت کردیا ہے۔

۳. هُوَ الْحَبِيْبُ الَّذِيْ تُرْجَى شَفَاعَتُهُ
لِكُلِّ هَوْلٍ مِّنَ الْاَهْوَالِ مُقْتَحَمِ

”وہ ایسے محبوب ہیں۔ جن کی شفاعت کی امید (دنیا و آخرت میں) پڑنے والے کربناک مصائب میں سے ہر مصیبت میں کی گئی ہے۔“

۴. دَعَا اِلَی اللّٰہِ فَالْمُسْتَمسِکُوْنَ بِہٖ
مُسْتَمسِکُونَ بِحَبْلٍ غَیْرِ مُنفَصِمِ

’’آپ ﷺ نے اللہ کی طرف بلایا۔ پس جو دامنِ مصطفٰی کو تھامنے والے ہیں وہ ایسی رسی کو (یعنی نبوت و رسالتِ محمدی) کو پکڑنے والے ہیں جو کبھی ٹوٹنے والی نہیں ہے۔‘‘

ہمارے آقا و مولی شان محبوبیت کے تاجور ہیں۔ ساری مخلوقات میں اللہ رب العزت سے محبت کرنے میں آپ سے کوئی برتر نہیں ہے۔ دوسری طرف اللہ رب العزت کی محبت جتنی آپ سے ہے اتنی کسی دوسرے سے نہیں ہے۔ یعنی آپ ذات الہی کے محبِّ اعظم بھی اور محبوب افضل بھی ہیں۔ اسی طرح آپ ﷺ اپنی امت سے محبت کرتے ہیں اور اس کے محبوب آقا و مولی ہیں۔

حبیب کبریا ﷺ شانِ شفاعت کے مالک ہیں، آپ ﷺ شافع و مشفع ہیں۔ آپ ﷺ اپنے عاشقوں کے مصائب و آلام کا مداوا فرمائیں گے۔ آپ ﷺ کسی عاشق حقیقی کو مایوس نہیں ہونے دیں گے اور ہر اس شخص کو نوازیں گے جو آپ ﷺ کا امیدوار ہوگا۔ آپ ﷺ کی نوازشات اور انعامات موسلا دھار بارش کی مثل نازل ہوں گے۔

آپ ﷺ شان داعیت الی اللہ کے رتبہ پر فائز ہیں۔ جنہوں نے آپ ﷺ کی دعوت پر لبیک کہا اور دامنِ مصطفٰی کو مضبوطی سے تھام لیا۔ وہ جان لیں کہ یہ کوئی معمولی و ہلکا عمل نہیں ہے جو قابل فائدہ نہ ہو بلکہ یہ عمل ان کی نجات کا ذریعہ بنے گا کیونکہ آقا ﷺ کے ساتھ حبی و عشقی تعلق کو مضبوط اور پختہ کرنا در اصل اللہ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑنا ہی ہے۔ لہٰذا یہ طرزِ عمل نیک بختی اور سعادت مندی کی روشن نشانی ہے۔

۵. فَھُوَ الَّذِیْ تَمَّ مِعْنَاہُ وَصُوْرَتُہٗ
ثُمَّ اصْطَفَاہُ حَبِیْبًا بَارِیءُ النَّسَمِ

’’پس آپ وہ (ذاتِ اتم) ہیں جن کے ظاہری و باطنی کمالات مکمل ہوئے تو خالقِ ارواح نے انہیں اپنا منتخب محبوب بنا لیا۔‘‘

اس سے مراد یہ ہے کہ مخلوق میں اگر کوئی ذات مکمل و اتم ہے تو وہ صرف اور صرف ذاتِ محمد ﷺ ہے۔ آپ ﷺ کی صورت تمام ظاہری کمالات وحسن کا مرقع ہے۔ آپ ﷺ کا باطن تمام اخلاق و محامد کا مجموعہ ہے یعنی رب کائنات نے آپکو جتنی عظمت بخشی پھر اس سے بڑھ کر آپکو اعزار عطا کیا اور وہ اعزاز محبوبیت کا ہے یعنی اللہ تعالی نے آقا کو اپنا محبوب بنا لیا۔

۶. فَاِنَّہُ شَمْسُ فَضْلٍ ھُمْ کَوَاکِبُھَا
یُظْھِرْنَ اَنْوَارَھَا لِلنَّاسِ فِی الظُّلَمِ

’’کیونکہ آپ فضیلت و برتری میں (روشن) آفتاب کی مانند ہیں وہ سب (انبیاء) (روشن) ستارے ہیں جو اس آفتاب (نبوت) کے انوار کو لوگوں کیلئے تاریکیوں میں ظاہر کرتے رہے ہیں۔‘‘

امام بوصیریؒ بات کو مکمل کرتے ہوئے ایک مثال سے سمجھاتے ہیں کہ تمام انبیاء علیہم السلام ان ستاروں کی مانند ہیں جنھوں نے آفتاب محمدی ﷺ سے اکتساب نور کیا اور تاریکیوں میں گم لوگوں کو ہر زمانہ نورِ ہدایت مہیا کیا۔ جس طرح آفتاب طلوع ہوتا ہے تو تمام ستارے چھپ جاتے ہیں اسی طرح جب شریعت محمدی کا نور طلوع ہوا تو سابقہ تمام شریعتیں منسوخ ہوگئیں۔

الغرض امام بوصیریؒ نے آقا کی مدح و تعریف ایسے باکمال اور مودبانہ انداز میں کی ہے اور ایسی ادبی تعبیرات و عبارات اور بلاغی تشبیہات کا چناؤ کیا ہے کہ صاحبانِ علم و دانش آپ کی بصیرت و علمی استعداد اور حضور پر نور ﷺ کے ساتھ مضبوط حبی و عشقی تعلق کا اعتراف کئے بغیر نہیں رہ سکتے۔

❁❁❁❁❁

پانامہ لیکس کے بعد اب سرل لیکس مگر نتیجہ کیا نکلے گا۔۔۔؟

عین الحق بغدادی☆

پہلے وکی لیکس، پھر پانامہ لیکس اور اب سرل لیکس۔ پہلی دو لیکس کا تعلق پاکستان کے علاوہ دیگر ممالک سے بھی ہے مگر سرل لیکس کا تعلق صرف پاکستان کی قومی سلامتی سے ہے۔ سرل لیکس کیا ہے؟ ذمہ دار کون ہے؟ اس حوالے سے ہمارے حکمرانوں کا رویہ کیا ہے؟ آیئے اس کا جائزہ لیتے ہیں:

نیشنل سیکورٹی کونسل کے اجلاس نہایت اہمیت کے حامل ہوتے ہیں اور اس طرح کے اجلاس کی کارروائی ہمیشہ صیغہ راز میں رکھی جاتی ہے۔ 10 اکتوبر 2016ء کو ہونے والی نیشنل سیکیورٹی کونسل کے اجلاس کی کارروائی خلاف معمول اچانک ڈان نیوز کے اسسٹنٹ ایڈیٹر سرل المیڈا نے شائع کر کے ملکی سیاست اور قومی سلامتی اور حکمرانوں کے رویے بارے کئی سوالات پیدا کردیئے۔ اجلاس کی حقیقی کارروائی کا منظر عام پر آنا شاید اس قدر بہت بڑے بھونچال کا سبب نہ بنتا مگر اجلاس کی کارروائی کے برعکس رپورٹ نے قومی سلامتی کے محافظ اداروں اور قومی سلامتی بارے ان حکمرانوں کی سوچ و نظریہ کی عکاسی کردی۔ ڈان نیوز میں شائع ہونے والی اس خبر میں دانستہ طور پر بدنیتی کی بناء پر قومی سلامتی کے محافظ ادارے فوج کی طرف ایسی غلط باتیں منسوب کی گئیں جو مملکتِ پاکستان کے دشمن ممالک کی سوچ کی عکاسی کرتی ہیں۔ ایسی باتوں کا فوج سے صدور ہونا ناممکنات میں سے ہے۔

قومی سلامتی کے متعلق اس خصوصی اجلاس کی کارروائی کے منظر عام پر آنے کے بعد وزیر اعظم ہاؤس کو اس خبر کی فوری تردید کر دینی چاہیے تھی۔ مگر نہ جانے کیا ہوا، اس کی فوری تردید نہ کی گئی اور جب یہ خبر قومی و بین الاقوامی سطح پر خوب زیر بحث آچکی تو اس وقت اس کی تردید جاری کی گئی۔ لیکن اس وقت تک پانی سر سے گذر چکا تھا۔

بقیہ قومی ادارے تو حکومتی مشینری بن ہی چکے ہیں مگر اب حکومت فوج کو بھی ان اوچھے اور غلط پروپیگنڈے کے ذریعے بدنام کرنے اور آنکھیں دکھانے کی مذموم کوشش کر رہی ہے۔ اگر قارئین اپنے حافظے پر زور ڈالیں تو انہیں یاد آجائے گا کہ پچھلی جمہوری حکومت کے وقت سے ایک مہم شروع ہوئی تھی اور موجودہ حکومت اس مہم کو سر کرنا چاہتی ہے، وہ مہم یہ تھی کہ آئی ایس آئی کو آرمی کے بجائے حکومت وقت کے سامنے جوابدہ ہونا چاہئے۔ یہاں سے اندازہ کر سکتے ہیں کہ اب یہ حکمران بدمعاشی میں اتنے مضبوط ہو چکے ہیں کہ داخلی بدمعاشی کے بعد قومی سلامتی کے اس حساس ادارے پر کنٹرول حاصل کرنا چاہتے ہیں تاکہ اس کے ذریعے بین الاقوامی آقاؤں کو خوش کرسکیں۔

ڈان اخبار کے صحافی سرل المیڈا کو باقاعدہ خبر ذمہ دار افراد کی طرف سے فیڈ کی گئی۔ اس لئے کہ کوئی پیشہ ور صحافی اتنی اہم اور قومی سلامتی سے متعلق ایسی حساس خبر بغیر کسی ذریعہ کے شائع کر ہی نہیں سکتا۔

سابقہ وزیر اطلاعات پرویز رشید کو وزارت سے ہٹانے کی جو سرکاری وجہ بتائی گئی وہ بھی اس حقیقت کو ظاہر

☆ (ڈپٹی ڈائریکٹر میڈیا سیل PAT،MQI) ainulhaq70@gmail.com

کرتی ہے کہ سرل المیڈا کو جان بوجھ کر ایسی خبر فیڈ کی گئی جس کا سرے سے وجود ہی نہ تھا۔ پرویز رشید کو وزارت سے ہٹانے کا سبب یہ بتایا گیا کہ ’’سرل المیڈا نے ان کو بتایا تھا کہ اس کے پاس اس اجلاس سے متعلق کوئی خبر ہے اور وہ اسے شائع کرنا چاہتا ہے تو پرویز رشید نے اس کو منع نہیں کیا۔‘‘ پرویز رشید کس طرح منع کرسکتا تھا؟ جبکہ یہ خبر اس کے مالکوں کی طرف سے ہی پلانٹڈ تھی۔ لہذا وہ اپنے مالکوں کا کہنا مانتا یا قومی سلامتی کے تحفظ میں اپنی جان گھلاتا۔

قارئین! سوال یہ ہے کہ خبر کس نے لیک کی؟ یقیناً سرل المیڈا تو اس اجلاس میں تھا ہی نہیں۔ فوجی افسران میں سے بھی کسی نے یہ خبر فیڈ نہیں کی بلکہ وہ تو اس پر تشویش میں مبتلا ہیں اور اس کی تحقیق چاہتے ہیں۔ تو پھر وہ کون ہے ۔۔۔۔۔۔؟ فرض کر لیتے ہیں کہ سرل المیڈا کو یہ خبر ایوان وزیراعظم میں موجود سرکاری ذرائع سے ملی ہوگی اور وہ ذرائع یقیناً وفاقی وزیر اطلاعات کے آشیر باد سے ہی ایسا کرسکتے ہیں۔ لیکن سوال یہ ہے کہ کون نہیں جانتا کہ یہ وزارت اور اس کے متعلقہ شعبہ جات کس کے زیر تحت امور سرانجام دیتے ہیں؟

محترم قارئین! یہ تمام کڑیاں وزیراعظم اور ان کے خاندان کے افراد ہی کو ذمہ دار ٹھہراتی ہیں۔ اگر یہ حرکت وفاقی وزیر اطلاعات نے کی ہے تو اسے شامل تفتیش کیوں نہیں کیا جارہا؟ یا اس ایشو کو ایک ماہ سے لٹکایا کیوں گیا؟ اور جب تحقیقاتی کمیٹی بنی بھی تو اس کا سربراہ بھی سلطنت شریفیہ کا ملازم بنا۔ ایسا کیوں ہوا؟ یہ تمام حقائق واضح کرتے ہیں کہ سلطنت شریفیہ اگر اپنے مفادات کے لئے کسی کا خون کرسکتی ہے تو وہ قومی سلامتی پر بھی کوئی ضرب لگانے سے باز نہیں آسکتی۔ اگر پرویز رشید ذمہ دار ہوتے تو اس وقت تک ان کو سزا دے کر معاملے کا حل نکل چکا ہوتا۔ مگر کیونکہ اس خبر کی فیڈنگ میں خاندان کے کچھ لوگ شامل ہیں، اس لیے ان کو بچانے کی کوشش کی جارہی ہے۔

سرل لیکس تحقیقاتی کمیشن؟

اس خبر کے شائع ہونے کے بعد عسکری ادارے کی طرف سے تشویش کا اظہار کیا گیا اور ساتھ ہی تحقیقات کا مطالبہ کیا گیا۔ مگر ایک ماہ تک اس حساس معاملے کو درج ذیل بنیادی وجوہات کی بناء پر نظرانداز کیا جاتا رہا۔

۱۔ حکومت کا عسکری اداروں کو آنکھیں دکھانا۔

۲۔ کسی ’’عقل مند‘‘ نے حکومت کو مشورہ دیا تھا کہ نومبر تک اس ایشو کو لٹکائے رکھو۔ نومبر کے بعد معاملات کنٹرول میں ہوں گے تو ایشو ختم ہوجائے گا۔

مگر اس دوران پانامہ لیکس پر پی ٹی آئی نے اسلام آباد میں دھرنے کا اعلان کر دیا اور چیئرمین PAT قائد انقلاب ڈاکٹر محمد طاہرالقادری نے بھی اعلان کر دیا کہ میں کسی بھی وقت پاکستان آسکتا ہوں۔ اس صورت حال میں چار و ناچار سلطنت شریفیہ کو سرل لیکس کی تحقیقات بارے تین رکنی وفد آرمی چیف کی منت سماجت کے لیے بھیجنا پڑا تاکہ اس حوالے سے فوج کے غضب سے بچ سکیں۔ اس ملاقات کے بعد حکمرانوں نے پرویز رشید کو فوری قربانی کا بکرا بنانے اور تحقیقاتی کمیشن بنانے کا فیصلہ کیا۔

تحقیقاتی کمیشن بنانے کا فیصلہ نہ چاہتے ہوئے بھی حکمرانوں کو کرنا پڑا لیکن تحقیقاتی کمیشن بناتے ہوئے پھر چالاکی و ہوشیاری دکھا گئے۔ پورے ایک ماہ کے بعد سرل لیکس تحقیقاتی کمیٹی بنی اور اس کا سربراہ ہائی کورٹ کے (ریٹائرڈ) جج جسٹس عامر رضا کو بنایا گیا۔ جسٹس (ر) عامر رضا نون لیگ کے اتنے منظور نظر ہیں کہ 2013ء میں نون لیگ کی طرف سے ان کا نام نگران وزیر اعلیٰ پنجاب کے طور پر سامنے آیا تھا۔ مگر اتفاق رائے نہ ہونے کی وجہ سے وہ نگران نہ بن سکے اور پھر ان کی جگہ نجم سیٹھی نگران وزیراعلیٰ بنے۔ اس سے بھی اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ جس شخص کے مقابلے میں نجم سیٹھی پر اتفاق رائے ہوگیا، وہ خود کتنا متنازع اور نون لیگ کا کتنا خیر خواہ ہوگا؟ ایک خبر یہ

بھی ہے کہ ان کی بیٹی شریف میڈیکل کمپلیکس میں اعلیٰ عہدہ پر فائز ہیں۔ ایسے شخص کی سربراہی میں بننے والی کمیٹی اپنے مالکوں کے خلاف کیا خاک تحقیقات کرے گی۔

یہ تو اتنے ''ایماندار'' اور ''عادل'' حکمران ہیں کہ ماڈل ٹاؤن میں دن دیہاڑے میڈیا کی موجودگی میں گولیاں مار کر لوگوں کو شہید کرنے والوں کو آج تک نہ صرف گرفتار ہی نہیں کیا گیا بلکہ عہدوں سے نوازا گیا اور کئی کو ملک سے باہر بھیج دیا۔ اگر اتنے اہم اور واضح شواہد والے سانحہ پر کچھ نہ ہوا تو ان لیکس کا کیا ہو گا؟ تاریخ پاکستان میں مختلف سانحات پر بننے والے کمیشنز یا کمیٹیوں میں سے آج تک کسی ایک کا نتیجہ بھی نہیں نکلا۔ کمیشن بنانے کا مطلب ہی یہ ہوتا ہے کہ کمیشن رپورٹ حکومت وقت کو پیش کرتا ہے۔ اگر رپورٹ حکومت کے حق میں ہو تو شائع ہو جاتی ہے ورنہ دبا دی جاتی ہے اور ایک نیا کمیشن بنا دیا جاتا ہے۔ بالکل ایسے ہی جیسے سانحہ ماڈل ٹاؤن کی تحقیقاتی رپورٹ کے ساتھ ہوا۔ جسٹس باقر علی نجفی کی Findigs حکومت کے خلاف تھی لہٰذا ان کی رپورٹ کو غائب کر دیا گیا اور ایک دوسرا کمیشن بنایا گیا جو ان کی مرضی کا تھا۔ اس نے رپورٹ حکومت کے حق میں لکھی تو فوراً شائع کر دی گئی۔

چیئرمین پاکستان عوامی تحریک قائد انقلاب ڈاکٹر محمد طاہر القادری ہمیشہ ملکی معاملات کو باریک بینی اور دور اندیشی سے دیکھتے ہیں۔ سرل لیکس کمیشن پر گفتگو کرتے ہوئے آپ نے کہا کہ

''سرل لیکس کی انکوائری ریٹائرڈ جج سے کروانا قومی سلامتی کے ساتھ سنگین مذاق ہے۔ یہ کمیشن بھی حکومت کو کلین چٹ دینے کے لیے بنایا گیا ہے۔ اس کمیشن پر سلامتی کے اداروں کو نوٹس لینا چاہیے۔ کیونکہ اس خبر سے متعلق 19 کروڑ عوام بھی تشویش میں مبتلا ہیں اور کہتے ہیں کہ جہاں حاضر سروس ججز کی انکوائری رپورٹس کو ہوا میں اچھالنے کے واقعات عام ہوں وہاں ریٹائرڈ ججوں کی کیا جرأت کہ حکومت کی مرضی کے برعکس کوئی فیصلہ دے سکیں۔ اس واقعہ میں وزیراعظم براہ راست ملوث ہیں اور اسے سرد خانے میں ڈالنے کے لیے ریٹائرڈ جج پر مشتمل کمیشن بنایا گیا ہے۔ یہ ایشو کیونکہ قومی سلامتی کے متعلق ہے اس لیے اس کی تحقیقات آئی ایس آئی، ایم آئی اور آئی بی پر مشتمل ادارے کریں۔ اور اس کی سربراہی آئی ایس آئی کو کرنی چاہیے''۔

قائد انقلاب مزید کہتے ہیں کہ

''حیرت ہے ایک ایسے واقعہ پر ایک ماہ سے کھیل کھیلا جا رہا ہے جس کے متعلق پاکستان کی سلامتی کا سب سے بڑا ادارہ فوج اور کور کمانڈرز اپنے تحفظات اور تشویش کے بارے وزیراعظم کو آگاہ کر چکے ہیں۔ پھر بھی تحقیقاتی کمیٹی بنانے میں ایک ماہ تاخیر اور وزیر اطلاعات کو شامل تفتیش نہ کرنا اور اپنی مرضی کا سربراہ بنانا قومی سلامتی کے اداروں کے لیے کھلا پیغام ہے کہ حکومت اس مسئلے پر کسی بڑے عہدے دار کے خلاف کارروائی نہیں کرنا چاہتی''۔

اس پورے معاملہ کے حقائق کو واضح کرتے ہوئے قائد انقلاب کہتے ہیں کہ

''سب جانتے ہیں کہ یہ پلانٹڈ سٹوری وزیر اعظم ہاؤس میں تیار کی گئی ہے، وہیں سے وائرل کی گئی اور پوری دنیا میں اس کی تشہیر و ابلاغ کا بندوبست بھی کیا گیا تاکہ غیر ملکی آقاؤں کو خوش کر سکیں۔ اگر سلامتی پر حملے کے اس واقعہ کو نظر انداز کیا گیا تو پھر قوم مزید سانحات کی تیاری کر لے کیونکہ حکمران اس وقت قومی سلامتی سے کھیل رہے ہیں''۔

پانامہ لیکس ایشو

پانامہ لیکس ثابت شدہ انکشافات ہیں مگر چونکہ پاکستان میں احتساب کا ایسا نظام نہیں ہے جو کسی طاقتور کو گرفت میں لے سکے۔ یہی وجہ ہے کہ 7 ماہ سے پانامہ لیکس ایشو پر حکمران خاندان اپنے آپ کو محفوظ کرنے کے لئے قومی مفادات سے کھیل رہا ہے۔ پاکستان میں جب

بھی کسی طاقتور کا جرم عیاں ہوتا ہے تو اسے کمیشنوں ، کمیٹیوں کے سپرد کر دیا جاتا ہے۔قوم کو یاد ہوگا کہ 2005ء میں کراچی سٹاک مارکیٹ میں ملکی تاریخ کا بہت بڑا مالیاتی سکینڈل آیا تھا۔ لاکھوں کھاتہ داروں اور شیئر ہولڈروں کے کھربوں روپے بڑے بروکرز نے اینٹھ لیے تھے۔پھرایک عدالتی کمیشن بنا۔کمیشن نے تحقیقات کے لیے لاکھوں ڈالرز معاوضہ ادا کر کے ایک غیرملکی فرانزک فرم کی خدمات بھی حاصل کیں۔مگر آج تک ان غریب شیئرز ہولڈرز کو پیسے ملے نہ بروکروں پر کوئی ہاتھ ڈالا جاسکا۔ہاتھ کیا ڈالنا تھا، ذمہ داروں کی نشاندہی بھی نہ ہوسکی۔

اس طرح بھاری قرضے لیکر ہڑپ کرنے والوں کے خلاف 2012ء میں عدالتی کمیشن بنا ،کمیشن نے 6ماہ لگا کر 5ہزار دستاویزات تیار کیں کہ کس نے کتنا قرضہ معاف کروایا، تمام تفصیلات اس تحقیقات کا حصہ بنیں۔مگر آج تک اس کی رپورٹ منظر عام پر نہ آسکی کیونکہ لٹنے والوں سے لوٹنے والے زیادہ طاقتور ہیں۔

پانامہ لیکس کی تحقیقات

پاکستان میں پانامہ لیکس تحقیقات کے حوالے سے چیئرمین پاکستان عوامی تحریک قائد انقلاب ڈاکٹر محمد طاہرالقادری نے ابتداء ہی میں بڑی تفصیلی گفتگو کی تھی (جو قارئین انہی صفحات پر گذشتہ مہینوں میں ملاحظہ کرچکے ہیں) بقول قائد انقلاب پاکستان میں کوئی ایسا قانون ہی نہیں ہے جس کے تحت پانامہ لیکس کی تحقیقات کی جاسکیں۔نواز شریف نے ٹیلی وژن پر اور پارلیمنٹ میں اپنے آپ کو احتساب کے لیے اس وجہ سے پیش کیا تھا کہ قانونی ماہرین انہیں بتا چکے تھے کہ اس کے لیے الگ قانون سازی کی ضرورت ہے جو پارلیمنٹ نے کرنی ہے۔ اس لیے یہ تحقیقات کرنا جوئے شیر لانے کے مترادف ہوگی۔ اگر وزیر اعظم اپنے خاندان کو احتساب کے لیے پیش کربھی دیں تب بھی حکومت یہ دور پورا کرسکتی ہے ۔ رواں ماہ چیف جسٹس نے ریٹائرہونا ہے، ان کے بعد نیا چیف جسٹس آئے گا تو ممکن ہے نیا کمیشن بن جائے کیونکہ بنچ بنتے اورٹوٹتے رہتے ہیں۔

اگر کمیشن بن بھی جائے تب بھی جوڈیشل انکوائیری کی حیثیت ایک رائے سے زیادہ کچھ نہیں۔ ذوالفقارعلی بھٹوکیس میں قرار دیا جا چکا ہے کہ جوڈیشل انکوائری رپورٹ کوشہادت کےطور پرقبول نہیں کیا جا سکتا۔ یہ جوڈیشل انکوائری انتظامیہ یعنی حکومت کو رہنمائی فراہم کرتا ہے تاکہ حکومت اپنے لیے درست راستے کا تعین کر سکے۔ اس رپورٹ کی بنیا د پرکسی شخص کو سزانہیں دی جاسکتی ۔اس طرح رپورٹ میں کسی شخص کے خلاف دی گئی سفارشات پرعمل کرنا بھی ضروری نہیں۔

یہی وہ وجوہات ہیں جن کی بنیاد پر قائد انقلاب نے پانامہ معاملے پر ’’اناللہ وانا الیہ راجعون‘‘ پڑھا تھا کہ اس ایشو پرکمیشن کا بننا گویا اس ایشو کی موت اوراس معاملہ کو دفن کرنا ہے۔ بقول قائد انقلاب سات ماہ تک پارلیمنٹ نے بھی عوام کو دھوکا دیا ورنہ وہ اس عرصے میں اس ایشو پر قانون سازی کر سکتے تھے۔پانامہ ایشو کوسپریم کورٹ کے حوالے کرنے کے بعداب یہ ایشو دفن ہو چکا ہے۔اب یہ کھیل عوام دیرتک دیکھے گی۔

اس صورت حال میں اب حکمران جماعت کے لیے کوئی ایسا ایشونہیں بچ گیا جو ان کے راستے کی بڑی رکاوٹ ہوسوائے سانحہ ماڈل ٹاؤن کے شہداء کے قصاص کے۔ اُن 14 شہداء کا خون ہرگز رائیگاں نہیں جائے گا اور یہ خون ان حکمرانوں کوبھی معاف نہیں کیا جائے گا بلکہ یہی خون ان شاء اللہ ان حکمرانوں کو بہالے جائے گا۔تحریک قصاص ان شاء اللہ سلطنت شریفیہ کے اقتدار کے تابوت میں آخری کیل ثابت ہوگی۔

منہاج ایجوکیشن سوسائٹی ۔۔۔ تعارف کا ایک زاویہ

راشد حمید کلیامی☆

تحریک منہاج القرآن کا قیام اس مقصد کے پیش نظرعمل میں لایا گیا تھا کہ معاشرے میں قرآنی فکر کو عام کیا جائے۔ قرآنی فکر سے مراد مقصدِ حیات کا عرفان، توحیدِ خالص پہ ایمان، محبتِ رسول واسوہ رسول ﷺ کا تتبع، خدمت انسانیت اور معاشرے میں امن، محبت رواداری اور باہمی حقوق کی پاسداری ہے۔ قرآنی فکر کی معاشرے میں ترویج کے لئے تحریک منہاج القرآن نے مختلف میدانوں کو کارگاہِ فکر بنا کر انسان پروری اور قوم کی جہت کی درستگی کے لئے اپنے تمام وسائل بروئے کار لارہی ہے۔ منہاج ایجوکیشن سوسائٹی کا قیام بھی اسی سلسلہ کی کڑی ہے۔

معلم انسانیت رسول محتشم ﷺ پر نازل ہونے والی پہلی وحی سے جو نتیجہ ہم اخذ کر سکے وہ یہی ہے کہ کردار سے عاری کسی بے سمت قوم کو سر بلندی دینے اور قیادت کا اہل بنانے کے لئے تعلیم اور رضائے الٰہی کا حصول اولین شرط ہے۔ سفر انقلاب کا پہلا قدم ''اقراء'' اور تبدیلیء سوچ کی پہلی سیڑھی طلب علم ہے۔

قوموں کے عروج و زوال کی ہر کہانی تعلیم و تعلم سے جڑی ہوئی ہے اور آنے والے دور میں قیادت و سیادت کی اہلیت کا تعین بھی اسی بنیاد پر ہوگا۔ شعور و آگہی سے بیگانہ اور سائنس و ٹیکنالوجی سے کنارہ کش قوم، اقوام عالم میں باوقار مقام کے حصول سے محروم رہتی ہے۔ تحریک منہاج القرآن نے 1993ء میں ملک میں تعلیمی انقلاب کے لئے عوامی تعلیمی منصوبہ کے نام سے ایک عظیم الشان پروجیکٹ کا آغاز کیا۔ اس منصوبہ کے تحت ملک بھر میں لاتعداد رسمی وغیر رسمی تعلیمی مراکز قائم ہوئے۔ انہی عوامی تعلیمی مراکز نے وقت کے ساتھ ساتھ ترقی کرتے ہوئے منہاج سکولز، منہاج کالجز اور منہاج یونیورسٹی کی شکل اختیار کر لی۔ یونیورسٹی اور کالجز کے تعلیمی و انتظامی امور چلانے کے لئے الگ اتھارٹیز قائم ہوئیں۔ جبکہ سکولز کے انتظام و انصرام کی نگرانی کے لئے منہاج ایجوکیشن سوسائٹی کے نام سے ڈائریکٹوریٹ قائم کیا گیا۔

منہاج ایجوکیشن سوسائٹی اس وقت منہاج پبلک سکولز، منہاج ماڈل سکولز، منہاج گرائمر سکولز اور لارل ہوم سکولز کے نام سے چار مختلف برانڈز کے 640 سے زائد سکولز کا نیٹ ورک چلا رہی ہے۔ یہ سکولز پاکستان کے چاروں صوبوں، آزاد کشمیر اور گلگت بلتستان کے مختلف دیہات، قصبات اور شہروں میں قائم ہیں۔

منہاج ایجوکیشن سوسائٹی کے چیئرمین محترم ڈاکٹر حسین محی الدین قادری تعلیم کے شعبہ میں اپنا خاص وژن رکھتے ہیں۔ آپ کے پیش نظر منہاج گروپ آف سکولز کو اس انداز سے منظم کرنا، پروان چڑھانا اور تعلیمی خدمت کے قابل بنانا ہے کہ یہاں کے طلبہ ایک طرف مقابلے کی فضا میں اپنی صلاحیتوں کو منوائیں تو دوسری طرف ان میں معاشرتی شعور، احساس ذمہ داری، کردار کی پختگی، جذبہ قومیت اور امت کا درد بھی اجاگر ہو۔

منہاج ایجوکیشن سوسائٹی کا ڈائریکٹوریٹ درج ذیل چھ ڈیپارٹمنٹس پر مشتمل ہے:

۱۔ سکولز ۲۔ کریکلم (نصاب) ۳۔ ٹیچرز ٹریننگ

☆ MD منہاج ایجوکیشن سوسائٹی

۴۔سروسز ۵۔ریوینیو ڈیپارٹمنٹ ۶۔ایگزامینیشن بورڈ

ٹیچرز ٹریننگ ڈیپارٹمنٹ، MES کا ایک اہم شعبہ ہے۔ ٹیچرز کی اچھی ٹریننگ کے بغیر کوئی تعلیمی ادارہ اپنے مقاصد حاصل نہیں کرسکتا اور نہ ہی طلبہ کو ایک مضبوط، غیور، جرأت مند اور امنگ افزاء نسل میں بدلا جا سکتا ہے۔ اسی اہمیت کے پیش نظر MES ٹریننگ ونگ نے انتہائی منظّم، پیشہ وارانہ اور جدید خطوط پر اپنے کام کو آگے بڑھانے کا عمل جاری رکھا ہوا ہے۔

ٹیچرز ٹریننگ کے لئے منہاج گروپ کے سکولز کو زونز اور پھر مختلف کلسٹرز میں تقسیم کرکے، متعلقہ اسسٹنٹ ڈائریکٹر ایجوکیشن کی معاونت سے پرنسپلز اور اساتذہ کے ٹریننگ کیمپس منعقد کئے جارہے ہیں۔ ٹریننگ کیمپس میں جدید ترین ذرائع ابلاغ کا استعمال کیا جاتا ہے۔ جبکہ ایریاز آف ٹریننگ (موضوعات) کے تنوع میں بھی علاقے، سکول اور اساتذہ کی ضرورت کو پیش نظر رکھا جاتا ہے۔ ان کیمپس میں خواتین اساتذہ کی بھی بڑی تعداد شریک ہورہی ہے۔

جبکہ بعض انتہائی پسماندہ اور دور دراز کے علاقوں میں قائم دیگر سکولز کے ٹیچرز بھی MES کی طرف سے فراہم کردہ اس سہولت سے پورا پورا فائدہ اٹھا رہے ہیں اور منہاج ماڈل سکولز میں منعقدہ تربیتی ورکشاپس میں شرکت کرکے اپنی صلاحیتوں کو نکھارتے ہیں۔ مختلف کیمپسز میں ٹریننگ دینے کے لئے ٹرینرز کا انتخاب ایک کڑے معیار کے ذریعہ اور مکمل طور پر میرٹ کی بنیاد پر کیا جاتا ہے۔

MES کے زیر اہتمام گزشتہ چار ماہ میں مختلف شہروں کے 78 سکولز کے 635 اساتذہ کو عملی تدریسی تربیت کے عمل سے گزارا جا چکا ہے۔ جبکہ 147 پرنسپل صاحبان کو مختلف ٹریننگ ورکشاپس میں تربیت دی گئی ہے۔

منہاج سکولز کردار سازی کے ارتکاز کے ساتھ منفرد نصاب تعلیم، ارزاں ترین واجبات، اور معیاری تعلیمی و تدریسی سہولیات کے ساتھ ملک کے طول و عرض میں فروغِ علم اور قوم سازی میں الحمدللہ تعالیٰ کلیدی کردار ادا کر رہے ہیں۔ ❁❁

محترم راشد حمید کلیامی کے بطور MD منہاج ایجوکیشن سوسائٹی تقرر پر مبارکباد

منہاج ایجوکیشن سوسائٹی (پاکستان) کے نئے مینجنگ ڈائریکٹر محترم راشد حمید کلیامی نے یکم نومبر 2016ء سے اپنی ذمہ داریاں سنبھال لی ہیں۔ جناب راشد حمید کلیامی گزشتہ پچیس برسوں سے شعبہ تعلیم سے وابستہ ہیں۔ حکومت پاکستان نے تعلیمی و ادبی خدمات پر آپ کو تین سال متواتر تین قومی ایوارڈز سے نوازا۔

ہمدرد فاؤنڈیشن پاکستان، سپیریئر گروپ آف کالجز، آئی ایف سی پاکستان، دعوہ اکیڈمی اسلام آباد، PCA اور دیگر کئی ایک اداروں نے آپ کو مختلف اعزازات سے نوازا۔ ملک معراج خالد ایجوکیشنل ایکسیلنس ایوارڈ بھی آپ کے حصہ میں آیا۔ آپ ماضی میں بیکن ہاؤس سکول سسٹم سے وابستہ رہ چکے ہیں۔ آپ مصنف، نقاد اور کہنہ مشق لکھاری ہیں اور تعلیمی اداروں میں تدریس و انتظامی امور کا وسیع تجربہ رکھتے ہیں۔

چیئرمین MES محترم ڈاکٹر حسین محی الدین قادری نے نئے ایم ڈی کو ذمہ داریاں سنبھالنے پر مبارکباد دیتے ہوئے اس توقع کا اظہار کیا کہ وہ MES کے مقاصد کی تکمیل کے لئے اپنا بھرپور کردار ادا کریں گے۔ MES کے جملہ سٹاف ممبران اور مرکزی قائدین کی طرف سے انہیں اس اہم ذمہ داری کے سنبھالنے پر مبارکباد پیش کی گئی۔

کڈز کارنر

حضرت سیدہ زینب رضی اللہ عنہا

علی وقار قادری☆

پیارے بچو! واقعہ کربلا میں جہاں حضرت امام حسینؓ نے لازوال کردار ادا کیا۔ وہاں اہل بیت اطہار کی عفت مآب خواتین میں سے امام عالی مقام امام حسینؓ کی ہمشیرہ حضرت سیدہ زینبؓ کا کردار بھی اسلامی تاریخ میں سنہری حروف میں موجود ہے۔ حضور نبی اکرم ﷺ کی شہزادیاں اور حضرت امام حسین علیہ السلام کے گھر والے واقعہ کربلا کے بعد شام کے سفر پر رواں دواں تھے تو اس لٹے ہوئے قافلہ کی قیادت سیدہ زینبؓ فرما رہی تھیں۔ آئیں سیدہ زینبؓ کی حیات و خدمات پر ایک نظر ڈالتے ہیں:

تعارف: سیدہ زینب رضی اللہ عنہا ایسی عظیم خاتون تھیں جو کہ حضور نبی اکرم ﷺ کی نواسی، سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اور سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی بڑی صاحبزادی (بیٹی) تھیں۔ آپؓ حضرت امام حسنؓ اور امام حسینؓ کی بہن تھیں۔

ولادت: سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کی ولادت مبارک ۵ جمادی الاوّل ۵ ہجری میں ہوئی۔ جب حضور نبی اکرم ﷺ آپ کو دیکھنے آئے تو آپ ﷺ نے ایک کھجور اپنے منہ میں ڈال کر چبائی اور پھر اس کا لعاب دہن سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کے منہ میں ڈال دیا۔

تعلیم و تربیت: سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کی تربیت، حضور نبی اکرم ﷺ، حضرت علی اور سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہما کے زیر سایہ ہوئی۔ آپؓ نے کبھی جھوٹ نہیں بولا اور غیبت سے ہمیشہ پرہیز کرتی تھیں۔ آپ بہت ذہین، دانش مند اور بہترین فہم و فراست والی خاتون تھیں۔ آپؓ علوم القرآن، تفسیر، ادب اور علم الکلام میں ماہر تھیں۔

نکاح: سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کا نکاح، آپ ﷺ کے چچازاد بھائی کے بیٹے حضرت عبداللہ بن جعفر طیارؓ سے ہوا تھا۔ نکاح نہایت سادگی سے ہوا۔ حضرت عبداللہ بن جعفر طیارؓ نے سنت نبوی ﷺ پر عمل کرتے ہوئے دعوت ولیمہ کی۔

اولاد: سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کے دو بیٹے تھے:

(1) عون (2) محمد

یہ دونوں بیٹے حضرت امام حسینؓ کے ساتھ قافلہ میں شامل تھے اور دونوں نے میدانِ کربلا میں جام شہادت نوش فرمایا۔

حضور ﷺ کی حضرت زینب سے محبت:

ایک مرتبہ نبی اکرم ﷺ کو کسی نے تحفہ میں سونے کا ہار دیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں یہ ہار اس کو پہناؤں گا، جس سے مجھے زیادہ پیار ہے۔ چنانچہ آپ ﷺ نے وہ ہار حضرت زینبؓ کو پہنایا۔

عبادت و ریاضت: سیدہ زینب رضی اللہ عنہا عبادت و ریاضت اور زہد و تقویٰ میں اپنی والدہ سیدہ فاطمۃ الزہراؓ کی طرح تھیں۔ سیدہ زینبؓ نے کبھی نماز تہجد بھی نہ چھوڑی۔ حضرت امام حسینؓ بھی آپ سے دعا کی درخواست کرتے تھے۔

امام زین العابدینؓ فرماتے ہیں کہ واقعہ کربلا کے خونی منظر کو دیکھنے اور کربلا سے کوفہ، دمشق اور شام تک کے سفر میں شدید مشکلات، مصائب اور آلام کا سامنا کرنے کے باوجود میری پھوپھی (سیدہ زینبؓ) نے تہجد کی نماز بھی نہ چھوڑی۔

☆ ڈپٹی ڈائریکٹر کری کلم منہاج ایجوکیشن سوسائٹی، پی۔ایچ۔ڈی اسکالر

کربلا میں کردار: حضرت امام حسینؓ کے ساتھ قافلہ میں سیدہ زینب رضی اللہ عنہا بھی شامل تھیں۔امام حسینؓ کی شہادت کے بعد قافلہ میں آپ ہی سب سے بڑی اور حوصلہ دینے والی تھیں۔ سیدنا امام زین العابدینؓ اگرچہ قافلہ میں موجود تھے لیکن وہ بیمار تھے، اس لئے قافلہ کی نگرانی کا کام سیدہ زینبؓ نے سرانجام دیا۔

کربلا سے شام تک کے سفر میں سیدہ زینبؓ نے ہی قافلے کے ساتھیوں کو سہارا دیا اور ان کے حوصلے بلند کئے۔آپؓ نے ابن زیاد کے دربار میں بھی پرُ جوش تقریر کر کے کوفہ کے لوگوں کو لاجواب کر دیا اور انھیں بے وفائی، دھوکہ اور فریب کا احساس دلایا جس پر کوفہ والے ظاہری طور پر شرمندہ ہوئے۔

وصال مبارک: سیدہ زینبؓ کا وصال واقعہ کربلا کے تقریباً ڈیڑھ سال بعد 15 رجب المرجب 63ہجری کو دمشق کے قریب ہوا۔ آپ کا مزار مبارک شام کے شہر دمشق میں "زینبیہ" کے مقام پر ہے۔ اس جگہ کا نام آپؓ ہی کی وجہ سے "زینبیہ" ہے۔ ❁❁❁❁❁

اظہار تعزیت: گذشتہ ماہ محترم محمد عارف طاہر (سیکرٹری مرکزی امیر تحریک) کی ہمشیرہ اور بھانجی ایک حادثے میں جاں بحق ہوئیں، محترم اعجاز ملک (ڈائریکٹر MQI کوریا) کے والد محترم، محترم حاجی محمد انیس انصاری (جھنگ) کی ساس محترمہ، محترم ڈاکٹر عتیق الرحمان سراج (جھنگ) کے والد محترم چوہدری سراج دین، محترم ڈاکٹر محمد فاروق (کوآرڈینیٹر TMQ جھنگ روڈ گوجرہ)، محترم خالد محمود طاہر (منہاجین) کے سسر اور ماموں محترم عبدالغفور (حافظ آباد)، محترم یوسف سرفراز (جنرل سیکرٹری PAT پی پی 105) کی بھانجی، محترم قاری محمد بخش (ہلاپور) کی والدہ، محترم طاہر بلال بھٹی (بجن) کے والد، محترم محمد بشیر بھٹی (نواں لوک)، محترم ملک حاجی اسد جہانگیر اعوان (چک نمبر 65)، محترم اعجاز احمد (للیانی) کے چچا، محترم نصراللہ خان بھٹی (بجن) کے چچا، محترم چوہدری محمد لطیف لنگڑیال (صدر PAT کوٹلہ) کے کزن محترم غلام عباس، محترم چوہدری ظفر اقبال ککرالی (نائب صدر PAT سنٹرل پنجاب) کا بھتیجا محترم محمد محسن، محترم غلام ربانی (حسن پٹھان، کوٹلہ)، محترم وسیم عارف منڈاہڑ (کوٹلہ) کے چچا محترم محبوب عالم، محترم ریحان علی بھنڈگراں (جنرل سیکرٹری منہاج یوتھ لیگ کوٹلہ) کا کزن محترم حمزہ علی (بڑھنگ)، محترمہ ثمینہ عمران (کوٹلہ) کی ساس، محترم راشد بلال (جنڈالہ، ناظم مالیات یوسی صبور) کے بہنوئی، محترم شعیب احمد (لنگڑیال) کے ماموں محترم محمد اسلم، محترم حاجی نذیر احمد لنگڑیال (کوآرڈینیٹر ویمن لیگ کوٹلہ) کی بھانجی (چلیانوالہ)، محترم محمد اسماعیل خان (ضلعی صدر PAT جھنگ) کے چھوٹے بھائی، محترم سرفراز احمد (پی پی 60) کی والدہ، محترم حافظ محمد آصف (پی پی 58) کا بیٹا، محترم خواجہ محمد نوید (کامونکی) کے سسر، محترم چوہدری اعجاز الحسن (کوٹ رادھا کشن) کی والدہ، محترم خواجہ عبدالحفیظ چشتی (چھانگا مانگا) کے تایا جان، محترم سبطین علی طاہر کے والد، محترم چوہدری احمد رضا (پی پی 193) کے والد، محترم فرید احمد (اوکاڑہ) کے تایا جان، محترم ڈاکٹر فاروق احمد (گوجرہ)، محترم الطاف حسین (پی پی 70) کی ہمشیرہ، محترم میاں اللہ دتہ (پی پی 163)، محترم سیٹھ فاروق احمد (پی پی 166) کے والد، محترم حکیم نوید احمد (گکھڑ) کے بھائی، محترم محمد ارشد منہاجین (لاہور)، محترم زاہد محمود (ساہیوال) کے والد، محترم رانا منظور احمد (پاکپتن شریف) کی خوشدامن، محترم حاجی الیاس کی والدہ، محترم ندیم سلطانی کے والد، محترم نوید کے بھائی، محترم علامہ احمد کی والدہ، محترم فرحان شنائی کے ماموں، محترم قاری محمد اشرف کی نانی (ونیکے تارڑ)، محترم پیر سید علی شاہ (کوٹ بیلہ) کے والد، محترم امتیاز احمد بھٹی (ماموں کانجن) کے چچا جان، محترم امتیاز احمد لودھی (مرید والا) کے چچا جان، محترم ماسٹر محمد یونس فاروقی (حافظ آباد) کی خالہ، محترم امتیاز احمد صدر (پی پی 167) کی ہمشیرہ، محترم ڈاکٹر محمد بوٹا (پی پی 186) کے بھائی اور محترم محمد ریاض جٹ (گڑھا موڑ میلسی) کے انکل محترم محمد ارشد جٹ قضائے الٰہی سے انتقال فرما گئے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

مرکزی سیکرٹریٹ اور گوشہ درود میں موجود احباب نے جملہ مرحومین کی مغفرت و بخشش کے لئے خصوصی دعا کی۔ اللہ تعالیٰ مرحومین کے درجات بلند فرمائے اور لواحقین کو صبر جمیل اور اجر عظیم عطا فرمائے۔ آمین

عالمی سیرت کانفرنس (اردن) میں شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کی خصوصی شرکت اور شاہ عبداللہ دوئم سے ملاقات

انٹرنیشنل سیرت کانفرنس اردن کے دار الخلافہ عمان میں 23 اکتوبر سے 25 اکتوبر 2016ء تک منعقد ہوئی۔ اس تین روزہ عالمی کانفرنس کا انعقاد ''رائل آل البیت انسٹی ٹیوٹ برائے فکر اسلامی'' Royal Aal al Bayt Institute for Islamic Thought نے کیا تھا۔ دنیا بھر سے آئے ہوئے عالم اسلام کے جید علماء و مشائخ، مفتیان کرام اور اسکالرز نے اس کانفرنس کے مختلف سیشنز میں شرکت کی اور اپنی اپنی تحقیقات و مقالات پیش کیے۔ عالمی سیرت کانفرنس میں شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری نے خصوصی شرکت کی۔ کانفرنس کا افتتاحی سیشن 23 اکتوبر 2016ء کو منعقد ہوا، جہاں شرکاء نے عالم اسلام کو درپیش مقامی و بین الاقوامی چیلنجز اور حالات و مشکلات پر تبادلہ خیال کیا۔

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری نے 'نفاذ احکام میں قرآن و سنت کی متوازی حیثیت (**التسوية بين الكتاب والسنة في الافتراض والحجية**) کے موضوع پر کلیدی خطاب کرتے ہوئے کہا کہ عالم اسلام قرآن و سنت پر عمل کر کے ہی اپنا کھویا ہوا وقار بحال کر سکتا ہے۔ ملی استحکام کے لیے بنیادی مآخذ سے تمسک ناگزیر ہے۔ مسلم دنیا میں قیام امن کی جو آج ضرورت ہے، وہ پہلے کبھی نہ تھی۔ اسلام کے نام پر قائم کیے گئے دہشت گرد گروہ دشمنان اسلام کے ایجنڈے کی تکمیل میں قوت محرکہ کا کام کر رہے ہیں۔ اسلامی ممالک کے درمیان ہر سطح پر سیاسی، سماجی، مذہبی، معاشی حوالے سے 'گریٹ ڈیبیٹ' کی ضرورت ہے۔ امت مسلمہ کے درمیان فاصلوں کو کم کرنے کے لیے عالمی سطح پر مفتیان و اسکالرز اور مشائخ اہم کردار ادا کر سکتے ہیں۔ سیاسی اعتبار سے عالم اسلام کو ایک منصوبہ بندی کے تحت باہم دست و گریباں کر کے نفرتوں کی آگ بھڑکائی جا رہی ہے۔ فرقہ وارانہ فسادات کے ذریعے امت مسلمہ کی سیاسی، معاشی اور عسکری قوت کو ختم کیا جا رہا ہے۔ اسلام کے نام پر ہونے والی دہشت گردی کے ناسور کا قلع قمع کرنے کے لئے عالم اسلام کے علماء و سکالرز کو اس سلسلے میں کلیدی کردار ادا کرنا چاہیے تاکہ مسلم امہ استحکام اور ترقی و عروج کے سفر پر گامزن ہو۔

اس اہم کانفرنس میں مفتی اعظم یروشلم شیخ محمد احمد حسین، محدث شام شیخ محمد الیعقوبی کے علاوہ عالم اسلام کی ممتاز شخصیات عبد اللہ بن بایا، مفتی مصر شیخ علی جمعہ، مفتی یمن شیخ محمد بن الحافظ، شیخ حبیب علی الجفری سمیت نام ور شیوخ نے شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری سے ملاقات کی اور باہمی دلچسپی کے متعدد امور زیر بحث آئے۔

☆ اردن میں عالمی سیرت کانفرنس کے دوران 25 اکتوبر 2016ء کو شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری اور اردن کے شاہ عبداللہ دوئم کی ملاقات ہوئی۔ اس موقع پر شاہ عبداللہ نے شیخ الاسلام کی دہشت گردی کے خاتمے اور عالمی فروغ امن کے حوالے سے علمی و تحقیقی کاوشوں کو سراہتے ہوئے کہا کہ دہشتگردی و فتنہ خوارج پر فتویٰ کا انہوں نے بھی مطالعہ کیا ہے۔ دہشت گردی کے خلاف آپ کا یہ فتوی انسانیت اور اسلام کی عظیم خدمت ہے۔

اس ملاقات میں مشرق وسطیٰ کے حالات اور عالم اسلام کو درپیش چیلنجز پر بھی تبادلہ خیال ہوا۔ شاہ عبداللہ نے عالم اسلام میں دہشت گردی کے واقعات اور بالخصوص پاکستان میں حالیہ خودکش دھماکوں پر شاہ عبداللہ نے گہری تشویش کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ دہشت گردی کو اسلام سے ملانے والے انسانیت کیلئے سب سے بڑا خطرہ ہیں۔ قیام امن کے حوالے سے انہوں نے پاکستانی عوام کیلئے نیک خواہشات کا اظہار کیا۔

خصوصی ھدایات برائے میلاد مھم دسمبر2016ء

ماہ ربیع الاول اپنی آغوش میں ولادت مصطفیٰ ﷺ کی خوشیاں لئے امت مسلمہ پر سایہ فگن ہونے والا ہے۔ اللہ کے فضل و کرم سے تحریک منہاج القرآن جس جوش و جذبۂ ایمانی سے میلاد مناتی ہے وہ اپنی مثال آپ ہے اور پوری دنیا اس کی مثال پیش کرنے سے قاصر ہے۔

امسال بھی جشن عید میلاد النبی ﷺ کو حسب سابق جوش و جذبے اور عقیدت و احترام سے منایا جائے گا۔ اس عزم کے ساتھ کہ

قوت عشق سے ہر پست کو بالا کردے ۔۔۔ دہر میں اسم محمدؐ سے اجالا کردے

رفقاء، کارکنان اور وابستگان تحریک! جذبہ عشق رسول ﷺ دلوں میں موجزن کرکے دین کی سربلندی کا علم اٹھائے ہر قسم کے مالی، سیاسی، خاندانی، مفادات اور تحفظات کو بالائے طاق رکھتے ہوئے اپنی منزل کے حصول کے لئے آگے بڑھئے۔

امسال 33 ویں سالانہ عالمی میلاد کانفرنس حسب سابق مینار پاکستان پر منعقد ہوگی جس میں شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری بنفس نفیس شرکت فرماتے ہوئے خصوصی خطاب کریں گے۔ تحریک منہاج القرآن اور اس کے جملہ فورمز و تنظیمات مرکزی ہدایات کے مطابق میلاد مہم کامیاب بنانے کے لئے محنت و کوشش کریں تاکہ ہم عشق و محبت رسول ﷺ کے اس مقدس ماہ میں اپنے آقا ﷺ کے دین کی تجدید و احیاء اور مصطفوی انقلاب کے پیغام کی زیادہ سے زیادہ ترویج و اشاعت کو ممکن بنائیں۔

☆ اس سال میلاد مہم کا دورانیہ 15 نومبر 2016ء تا 31 دسمبر 2016ء تک ہوگا۔

اس سلسلے میں جملہ تنظیمات اور ان کے جملہ فورمز درج ذیل ہدایات کے مطابق میلاد مہم کو کامیاب بنانے کے لئے اپنا کردار ادا کریں:

استقبال ربیع الاول

۱۔ ربیع الاول کا چاند دیکھنے کے بعد دو رکعت نماز نوافل شکرانہ ادا کریں۔

۲۔ اپنے اعزاء و اقرباء، محلّہ دار اور دوستوں کو عید میلاد النبی ﷺ کی مبارکباد بالمشافہ، E-Mail، SMS، فیس بک، Whatsapp یا کسی بھی ذریعہ سے دیں۔

۳۔ استقبال ربیع الاول کے حوالے سے علاقہ میں ایک بھرپور جلوس کا اہتمام کیا جائے۔

عالمی میلاد کانفرنس کا انعقاد

۱۔ 33 ویں سالانہ عالمی میلاد کانفرنس کو عظیم الشان بنانے کے لئے جملہ تنظیمات/ فورمز/ کارکنان محنت کریں۔ علاقہ میں موجود مذہبی، سیاسی، فلاحی تنظیمات کے ساتھ ساتھ طلباء، وکلاء، مزدور اور کسان یونینز کو بھرپور دعوت دی جائے۔

۲۔ علاقہ بھر میں میلاد کانفرنس کے بڑے بڑے ہورڈنگز و بینرز لگوائیں۔

۳۔ زونل نائب ناظمین اعلیٰ اپنی زیرنگرانی ہر تحصیل میں "کاروان میلاد" کا انعقاد کریں اور ہر ڈویژن میں ہینڈ بلز تقسیم کریں۔

۴۔ مشعل بردار جلوس نکالے جائیں اور ان کے ذریعے عالمی میلاد کانفرنس میں شرکت کی دعوت دیں۔

۵۔ ہر رفیق/ وابستہ/ کارکن اپنی گاڑی کی بیک سکرین پر میلاد کانفرنس کا فلیکس آویزاں کرے گا۔

۶۔ ہر تحصیلی تنظیم اپنی تمام یونین کونسلز میں کم از کم ایک میلاد کانفرنس منعقد کرے۔

۷۔ حسب استطاعت ضیافت میلاد کا اہتمام کریں۔

۸۔ کیبل نیٹ ورک پر میلاد کانفرنس کے اشتہار چلوائے جائیں۔

اجتماعی تنظیمی ذمہ داریاں

۱۔ تنظیمات اور وابستگان تحریک یونین کونسل سطح پر حلقہ ہائے درود وفکر اور محافل میلاد کا اہتمام کریں۔

۲۔ دیگر کتب کے علاوہ قائد محترم کی کتاب سیرۃ الرسول ﷺ، میلاد النبی ﷺ، منہاج السوی اور معارج السنن کی بھرپور تشہیر کی جائے۔

۳۔ 11 روز تک تحصیل سطح کے مختلف علاقہ جات میں مشعل بردار جلوس کا اہتمام کریں۔

۴۔ ہر تحصیلی تنظیم قائد محترم کی کتب وکیسٹس اور CDs کے دعوتی پیکج تحائف کی صورت میں مذہبی، سیاسی اور سماجی دانشور شخصیات کو دیں۔

۵۔ عید میلاد النبی ﷺ کے بڑے اجتماعات میں رفاقت اسٹالز لگائے جائیں۔

۶۔ بینرز کے ذریعے مقامی سطح پر امت کو آقا ﷺ کی ولادت باسعادت کی مبارکباد دی جائے اور فروغ عشق مصطفی ﷺ کو اجاگر کیا جائے۔

۷۔ قائد محترم کے خطابات کو پورا مہینہ اجتماعی طور پر بازاروں اور گھروں میں دکھانے کا اہتمام کیا جائے۔

۸۔ پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا پر میلاد مہم کی جملہ تقریبات کو بھرپور انداز میں اجاگر کیا جائے۔

۹۔ تنظیمات اپنے اپنے علاقہ جات میں کیبل نیٹ ورک کے ذریعے شیخ الاسلام کے میلاد النبی ﷺ کے حوالے سے خطابات چلوانے کا بندوبست کریں۔

گھریلو سطح پر (صرف خواتین کیلئے)

۱۔ یکم تا 12 ربیع الاول خواتین بچوں کو عید میلاد النبی ﷺ کی اہمیت بیان کریں تاکہ بچوں میں میلاد النبی ﷺ کی خوشی کا احساس پیدا ہو۔اپنے گھروں میں خصوصی حلقہ ہائے درود کا انعقاد کریں۔

۲۔ بچوں کو درود وسلام پڑھنا سکھائیں اور اس کے اجروثواب کی اہمیت کو اجاگر کریں۔

۳۔ ہر روز گھروں میں خواتین کی محفل نعت کا اہتمام کریں جس میں تبرک کا اہتمام کیا جائے۔

۴۔ خواتین محفل نعت میں خود اور بچوں کو نعت پڑھنے کی سعادت کا موقع فراہم کریں۔

۵۔ والدین بچوں کو آقا ﷺ کی بچوں کے ساتھ محبت وشفقت بھرے واقعات سنائیں۔

۶۔ خواتین گھروں میں آپ ﷺ کا پسندیدہ کھانا جو آپ ﷺ تناول فرماتے تھے (تفصیل کتاب شمائل مصطفی ﷺ میں درج ہے) گھر میں تیار کریں۔

۷۔ روز شکرانے کے نفل ادا کریں۔شرینی بانٹیں، نئے کپڑے پہنیں، عزیز واقارب سے ملیں اور محافل کا انعقاد کریں۔

۸۔ ہر تحریکی گھرانے میں نماز فجر کے بعد کھڑے ہو کر حضور ﷺ پر درود وسلام پڑھا جائے۔

برائے کارکنان (انفرادی سطح)

۱۔ ہر کارکن کثرت سے درود پاک کا وظیفہ کرے۔ ماہ ربیع الاول کے پہلے 12 دن کم ازکم 1000 مرتبہ اور باقی دنوں میں کم ازکم 500 مرتبہ روزانہ درود پاک ضرور پڑھا جائے۔

۲۔ پہلے 12 دن ہر کارکن ہر روز نفل حضور اکرم ﷺ کی طرف سے پڑھے جبکہ باقی ایام ربیع الاول میں ہر پیر کو پڑھے۔

ہر کارکن فروغ عشق رسول ﷺ کی تحریک، تحریک منہاج القرآن میں لوگوں کو شمولیت کی دعوت دے اور کم ازکم

10افراد کو تحریک کا رفیق بنائے۔

۳۔ تمام رفقاء 12 ربیع الاول تک حضور ﷺ کے میلاد کی نسبت سے ۱۲ افراد کو تحریک کا رفیق بنا کر عشق نبیؐ اور احیائے اسلام کی عظیم عالمگیر تحریک کا حصہ بنائیں۔

۴۔ تحریک کے تحت عید میلاد النبی ﷺ کے تمام اجتماعات میں شریک افراد کو شعوری طور پر تحریک کے رفیق بنانے کی کوشش کی جائے۔

۵۔ پوارا مہینہ گنبد خضریٰ کا مونوگرام اور نعلین پاک سینوں پر آویزاں کئے جائیں۔

۶۔ حسب استطاعت گھروں پر یکم سے 12 ربیع الاول تک جھنڈیوں اور لائٹنگ کے ذریعے بھرپور خوشی کا اظہار کیا جائے۔

۷۔ دوستوں اور رشتہ داروں کو میلاد النبی ﷺ کے کارڈ، تحائف اور پھولوں کے گلدستے پیش کیے جائیں۔ ہر کارکن کم از کم 10افراد کو میلاد النبی ﷺ کے کارڈ بھجوائے گا۔

۸۔ اہم شخصیات کو سیرت الرسول ﷺ / میلاد النبی ﷺ، شمائل مصطفیٰ ﷺ یا منہاج السوی کا تحفہ دیں۔

۹۔ تحریک سے وابستہ ہر فرد اپنی فیملی کو ہر روز بٹھا کر قائد محترم کی کتاب نورالابصار بذکر النبی المختار سے حضور ﷺ کے فضائل و کمالات اور حسن و جمال پر مبنی عبارت پڑھ کر سنائے۔

۱۰۔ ہر تحریکی گھرانہ اپنے گلی بازاروں میں آقا ﷺ کی آمد کی خوشی میں بچوں کے اندر کھانے پینے کی اشیاء تقسیم کرے تاکہ شعوری طور پر بچوں کے اندر حضور ﷺ کی ولادت کی خوشی کا احساس پیدا ہو۔

۱۱۔ بچوں کو نئے کپڑے پہنائے جائیں اور حسب استطاعت عیدی دی جائے۔

۱۲۔ بچوں کو کم از کم ایک دفعہ سیر کیلئے لے جایا جائے۔

منہاج ایجوکیشن سوسائٹی

۱۔ منہاج پبلک / ماڈل سکولز میں تلاوت، نعت اور تقریری مقابلے بسلسلہ میلاد النبی ﷺ منعقد کیے جائیں۔

۲۔ منہاج پبلک / ماڈل سکولز میں تاجدار کائنات ﷺ کی بچوں کے ساتھ شفقت و محبت اور میلاد النبی ﷺ کی اہمیت پر لیکچرز اور محافل نعت کا اہتمام کریں اور بعد ازاں شرینی بانٹی جائے۔

۳۔ جہاں ممکن ہو مشعل بردار جلوس نکالا جائے۔

۴۔ بچوں کو صبح اسمبلی میں ایک حدیث میلاد النبی ﷺ کے حوالے سے ترجمہ کے ساتھ سنائی جائے۔

۵۔ منہاج پبلک / ماڈل سکول قریبی پرائیویٹ سکولز کو مرکزی میلاد النبی ﷺ کانفرنس میں شرکت کی دعوت دیں۔

۶۔ مختلف سکولز کو عید میلاد النبی ﷺ کے کارڈ ارسال کیے جائیں۔ DDEs تمام سکولز کو اس سعادت میں شامل کریں۔

۷۔ سرکاری و غیر سرکاری تعلیمی ادارہ جات کو تحریک منہاج القرآن کی طرف سے میلاد النبی ﷺ کے کارڈ روانہ کیے جائیں۔

۸۔ بچوں کو صاف ستھرے کپڑے پہننے کی ترغیب دی جائے۔ ۹۔ تمام سکولز کی بلڈنگ میں چراغاں کیا جائے۔

۱۰۔ بچوں کو گھروں میں میلاد النبی ﷺ پر چراغاں کرنے کی خصوصی ہدایت کی جائے۔

۱۱۔ صبح کی اسمبلی میں تمام بچے تاجدار کائنات ﷺ کی ذات اقدس پر ایک دفعہ درود و سلام ضرور پیش کریں۔

☆ اس عظیم الشان مہم کو کامیاب بنانے کیلئے ابھی سے ہی ذمہ داریاں تقسیم کردی جائیں اور تمام احباب اس میں بھرپور محنت کریں۔ ❁❁❁❁❁

عالمی سیرت کانفرنس (اردن) میں شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کی خصوصی شرکت

Monthly
MINHAJ-UL-QURAN
LAHORE
DEC-2016
Regd CPL No.41

حضور آپ ﷺ آئے تو دل جگمگائے

33 ویں سالانہ عالمی میلاد کانفرنس

خصوصی خطاب **شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری**

11 اور 12 ربیع الاوّل کی درمیانی شب

مینار پاکستان

زیرنگرانی: ڈاکٹر حسن محی الدین قادری
ڈاکٹر حسین محی الدین قادری

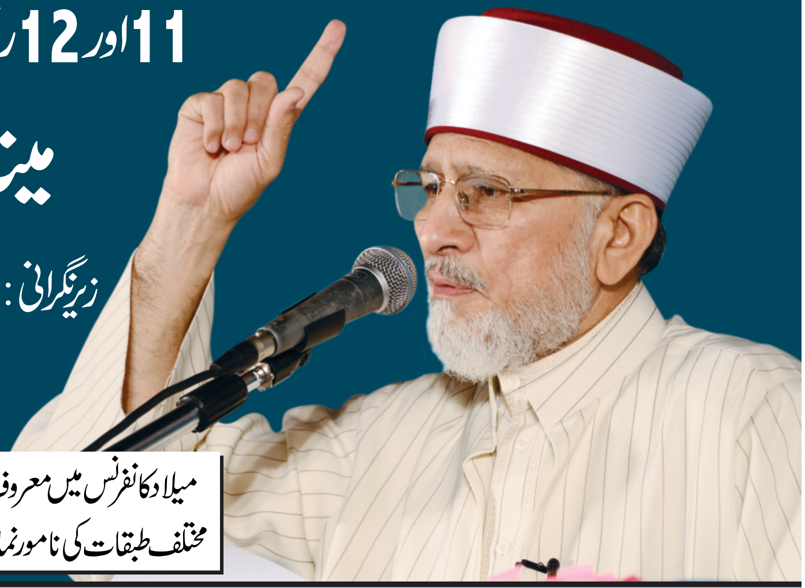

میلاد کانفرنس میں معروف قراء، نعت خواں، علماء کرام اور مختلف طبقات کی نامور نمائندہ شخصیات شرکت فرمائیں گی

042-111-140-140 www.minhaj.org
TahirulQadri TahirulQadri
تحریکِ منہاج القرآن